4

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

1 تا 7 فروری 2007ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

آنکھ کا شہتیر

حقیقتِ زندگانی: چند حقائق (ii)

اُس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

الجزائر میں اسلامی تحریکوں کا آغاز

پاکستان: گردہ فروشی کا بڑا بازار

اک دیا اور بُجھا

بستیاں الٹنے والی ہیں؟

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

عروج و زوال کی علامات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے حکمران اچھے ہوں اور تمہارے مالدار فیاض ہوں اور تمہارے (انفرادی اور اجتماعی) معاملات باہمی مشورہ سے طے ہو رہے ہوں تو زمین کی پیٹھ اس کے پیٹ سے تمہارے لیے بہتر ہے (یعنی تمہارا زندہ رہنا مرنے سے بہتر ہے)۔ اور جب تمہارے حکمران بُرے افراد ہوں اور تمہارا دولت مند طبقہ بخیل اور کنجوس ہو‘ تمہارے معاملات کی باگ ڈور تمہاری خواتین کے ہاتھ میں ہو تو تمہارے لیے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی تمہاری موت‘ زندگی سے بہتر ہے)''۔ (ترمذی عن ابی ہریرۃ‘ ابواب الفتن)

مطلب یہ ہے کہ وہ معاشرہ قابلِ رشک ہے جس کی حکومت کا انتظام ایسے دیانتدار اور صالح افراد کے ہاتھ میں ہو جو اپنی شخصی اور اجتماعی زندگی میں اللہ کے وفادار بندے ہوں۔ دولت مند افراد نیکی اور بھلائی کو فروغ دینے‘ دین کو غالب کرنے‘ ناداروں‘ طالب علموں اور محتاجوں کی سرپرستی کرنے‘ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق ادا کرنے میں فیاضی اور کشادہ دستی سے کام لیں اور پورا معاشرہ گھر کی چاردیواری سے لے کر ایوان حکومت تک ہر معاملہ کو باہمی صلاح مشورے سے طے کرے۔

لیکن اگر صورت حال اس کے برعکس ہو‘ یعنی حکومت کا نظام ایسے ظالم‘ فاسق و فاجر حکمرانوں کے قبضہ میں ہو جنہیں کاروبار مملکت میں نہ تو اللہ کے سامنے جوابدہی کا احساس ہو نہ عوام کے محاسبہ کا ڈر ہو۔ سرمایہ داروں کی دولت کا سب سے بڑا مصرف‘ بے حیائی‘ فحاشی‘ ناچ گانے‘ شراب نوشی‘ جوابازی‘ سودخوری اور عیش و عشرت کی ترقی ہو...... لیکن نیکی کو فروغ دینے اور دین کو قائم کرنے کے لیے ایک پیسہ بھی خرچ کرنے پر انہیں سو بار سوچنا پڑے۔ کمزور وارثوں کا حصہ ہضم کرنے‘ اور مزارعین کے حقوق ہڑپ کرنے میں ماہر خصوصی ہوں۔ عورتوں کا فتنہ اس قدر بڑھ جائے کہ زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں ان کی رائے فیصلہ کن حیثیت اختیار کرلے‘ تو امت مسلمہ زوال کا شکار ہو جاتی ہے‘ اسے تباہی سے کوئی مادی ترقی نہیں بچا سکتی۔

ترجمان الحدیث

سید محمود حسن

الھدیٰ (264)

سورۃ المائدہ

(آیات:49 تا51)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَنِ احۡکُمۡ بَیۡنَھُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَھۡوَآءَھُمۡ وَاحۡذَرۡھُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنُوۡکَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا
یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّصِیۡبَھُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِھِمۡ ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُکۡمَ الۡجَاھِلِیَّۃِ یَبۡغُوۡنَ ؕ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکۡمًا
لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَھُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ ۘ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ؕ وَمَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ
لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۱﴾

''اور (ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ) جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور اُن سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تم کو بہکا نہ دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے کہ اُن کے بعض گناہوں کے سبب اُن پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں۔ کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم کے خواہشمند ہیں؟ اور جو یقین رکھتے ہیں اُن کے لئے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے؟ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے اُن کو دوست بنائے گا' وہ بھی اُنہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

نبی اکرم ﷺ سے دوبارہ کہا جارہا ہے' اور ان کے مابین اس شریعت کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ نے اتاری ہے اور اُن (کافروں) کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ ذرا غور کیجئے' آج ہم کس کی پیروی کررہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہم سیاسی ذمہ داروں کی پیروی کررہے ہیں' اُنہی کے احکام کی تعمیل کررہے ہیں' اُنہی کے فیصلوں کو مان رہے ہیں۔ احکام الٰہی کی پیروی تو نہیں ہورہی ہے۔ اِس کے لئے ضروری ہے کہ ہم غیر اسلامی نظام کو تبدیل کرنے کی جدوجہد کریں' ایک زبردست تحریک اٹھائیں' جماعت بنائیں اور اس نظام کو بدلنے کے لئے قربانیاں دیں' یہاں تک کہ اللہ کا دین قائم ہوجائے۔ پس اے پیغمبر! ان سے ہوشیار رہے' بچتے رہیے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کو ان چیزوں سے بچلا دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف نازل کی ہیں۔ آپ پر ہر طرف سے Pressure آئے گا' مگر آپ کو اس شریعت پر کھڑا رہنا ہے جو اللہ نے آپ پر نازل فرمائی۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے۔ اس میں ہمارے لئے فکر کی بات یہ ہے کہ اگر تمام تر کوششوں کے باوجود دین قائم و نافذ نہیں ہورہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائی عذاب کا کوئی کوڑا قوم کا مقدر ہو چکا ہے' گناہوں کی پاداش میں اُسے عبرت ناک سزا ملنے والی ہے۔ اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اکثر لوگ فاسق اور نافرمان ہیں۔

آگے فرمایا' تو کیا یہ جہالت کے فیصلے چاہتے ہیں؟ جہالت کا دور رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ تھا۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ اُن کے رسم ورواج' دستور اور چلن دور جہالت کی طرح ہونے چاہئیں۔ برصغیر میں ہمارا بھی یہ حال رہا ہے کہ یہاں کا مسلمان زمیندار وراثت کے مقدمہ میں انگریز کی عدالت میں کھڑے ہوکر کہا کرتا تھا کہ ہمیں شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں چاہئے' بلکہ رواج کے مطابق حکم دیں۔ فرمایا' اہل یقین کے لئے اللہ کے حکم اور فیصلے سے بہتر کس کا حکم ہوسکتا ہے۔ اللہ کرے ہم یقین اور ایمان حقیقی کی دولت سے سرفراز ہوں۔

اے اہل ایمان! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست' حمایتی اور پشت پناہ نہ بناؤ۔ وہ خود ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ یہ صورت حال موجودہ دور کے حالات پر زیادہ منطبق ہوتی ہے۔ گویا یہ درحقیقت ایک پیشین گوئی تھی جو آج پوری ہورہی ہے' کیونکہ نزول قرآن کے وقت یہود ونصاریٰ کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ بلکہ پوری تاریخ میں ان کے درمیان سخت عداوت رہی اور کشت وخون ہوتا رہا ہے۔ یہود ونصاریٰ کا یہ گٹھ جوڑ تو ''بالفورڈ ڈیکلریشن'' کے بعد ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں بالآخر اسرائیل کی حکومت قائم ہوئی' جسے برطانیہ اور امریکہ کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ عیسائی یہودیوں کی Support اس لئے کررہے ہیں کہ اُن کے ممالک کی ساری معیشت یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ بینکنگ کا نظام یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ عیسائی ممالک کی مالیات پر یہودیوں کا کنٹرول ہے۔

اے مسلمانو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ جو کوئی تم میں سے اُن کے ساتھ دوستی رکھے گا' وہ ان ہی میں شمار کیا جائے گا' یعنی پھر ہم اُسے مسلمان نہیں سمجھیں گے۔ ہماری نگاہوں میں وہ یہودی اور نصرانی ہوگا۔ اِس آئینے میں مسلمان ممالک کی پالیسیوں کا جائزہ لیجئے اور دیکھئے ہم کدھر جارہے ہیں۔ اگر ہمارا سفر یہود ونصاریٰ کی دوستی کی طرف ہے تو قرآن کا فتویٰ ہے کہ بے شک اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا' اے اللہ ہمیں ظالموں میں شامل ہونے سے بچا اور سیدھے راستے پر چلا۔

فرمان نبویؐ

مال کی حرص

چودھری رحمت اللہ بٹر

وَعَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : ((لَوۡ اَنَّ لِابۡنِ آدَمَ وَادِیًا مِنۡ ذَھَبٍ اَحَبَّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَادِیَانِ' وَلَنۡ یَّمۡلَاَ فَاہُ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوۡبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنۡ تَابَ)) (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی اور توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے''۔

تشریح: انسان کی لالچ کی کوئی انتہا نہیں ہے اُس کے پاس دنیا کی چاہے ہر چیز میسر ہو مگر اُس کے دل میں اور زیادہ مال اکٹھا کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ یہ خواہش اور حرص مرنے کے بعد ہی ختم ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور دنیا سے لگاؤ نہیں رکھتے' اُن کی اللہ تعالیٰ توبہ بھی قبول فرماتا ہے۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 16 — شمارہ 4
یکم تا 7 فروری 2007ء
12 تا 18 محرم الحرام 1428ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود - ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان - محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنکھ کا شہتیر

یوں تو ہفت سالہ روشن خیالی نے پاکستان میں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے۔ سکول و کالج کی نصابی کتب میں سے وہ قرآنی آیات کھرچ ڈالیں جن کا تعلق جہاد و قتال سے تھا۔ درسی کتب سے ہر وہ شے نکال باہر کی جس سے ہندوؤں کی شان میں گستاخی کا امکان ہو۔ محمد بن قاسم سے ناطہ توڑ کر موہنجوداڑو اور ہڑپہ سے جوڑنے کی شعوری اور عملی کوشش کی۔ طلبہ پر راجہ داہر اور اشوکا کی عظمت عیاں کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پاکستانی ہیروز کو de-grade کرنے کی شعوری کوشش ہوئی۔ بسنت کو سرکاری تہوار بنا کر کئی معصوموں کی جانوں سے کھیلا گیا۔ میراتھن ریس کے انعقاد سے اسلامی تہذیب اور معاشرت کا منہ چڑایا گیا۔ تحفظ حقوق نسواں کے نام سے ایسا بل اسمبلی سے منظور کروایا گیا جسے علماء نے بجا طور پر فروغ بے حیائی و بدکاری بل قرار دیا۔ اسی لئے جب یہ بل ایکٹ بنا تو بازارِ حُسن میں چراغاں ہوا اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ہم سمجھتے تھے کہ معاشرے میں مولویوں کی بدنامی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ روشن خیال اسلامی شعائر اور اسلامی تہذیب کے خلاف زبان درازی محض سیاسی واردات کے طور پر کرتے ہیں تا کہ امریکی اشیر باد سے اقتدار قائم و دائم رہ سکے' اور یہ بیان بازی کی حد تک ہے۔ ہمیں یہ توقع نہیں تھی کہ روشن خیالی اب ہاتھ میں ہتھوڑا اور کلہاڑا لے کر مساجد اور دینی مدارس پر ٹوٹ پڑے گی' اِس لیے بھی کہ روشن خیالی کے یہ پرچارک بہرحال مسلمان ہیں اور اس لئے بھی کہ اُن کے نزدیک ہتھیار اٹھانا دہشت گردی ہے' چاہے دشمن دیوار سے لگا دے اور چاہے زمین میں دھنسانے کے درپے ہو۔ اسلام آباد میں تجاوزات کو آڑ بنا کر بلدیہ کے ''مجاہد'' بعض مساجد اور مدارس پر چڑھ دوڑے ہیں۔ ہم کسی نوع کے تجاوز کی حمایت نہیں کر سکتے' ہمارے نزدیک مسجد بھی مالک کی اجازت کے بغیر اُس کی زمین پر زبردستی نہیں بنائی جا سکتی اور نہ ہی مسجد کی تعمیر کسی شاہراہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے کہ حضور ﷺ نے راستے کے حق کو ترجیح دی ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق یہ مساجد اور مدارس بہت پرانے ہیں اور کسی طور پر بھی تجاوزات کے ذیل میں نہیں آتے' لیکن فرض کر لیجئے کہ اِن مساجد اور مدارس کے زیر قبضہ کوئی سرکاری زمین ہے تب بھی یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا بلدیہ نے تمام رہائشی اور تجارتی علاقوں سے تجاوزات ختم کر دی ہیں اور شہر تجاوزات سے مکمل طور پر پاک ہو گیا ہے' جو ہمارے نزدیک مصلحتوں کی شکار کسی حکومت کے لئے ممکن ہی نہیں تو پھر صرف کعبہ کی بیٹیوں کو نشانہ کیوں بنایا جا رہا ہے۔ ہمارے نزدیک جغرافیائی تجاوز سے ذہنی' اخلاقی اور آئینی تجاوز کہیں زیادہ برا بلکہ قابل نفرت ہے اور شریعت سے تجاوز تو دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ یہ تجاوز تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے۔

عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے روشن خیال حکمرانوں سے پوچھیں کہ کیا کوئی آئینی وزیراعظم سربراہ حکومت کی حیثیت سے فوج کے سربراہ کو برطرف نہیں کر سکتا اور اگر کوئی فوجی سربراہ گن پوائنٹ پر منتخب وزیراعظم کو گھر بھجوا دے تو کیا یہ آئینی تجاوز نہیں ہے؟ کیا حلف شکنی شرمناک تجاوز نہیں ہے؟ کیا وردی کو صدارتی شیروانی سے ڈھانپ لینا تجاوز نہیں ہے؟ کیا پارلیمانی آئین کو صدارتی بنا لینا تجاوز نہیں ہے؟ کیا حکومت سازی کے لئے لوٹا کریسی کو قانونی شکل دے دینا تجاوز نہیں ہے؟ کیا مملکت خداداد پاکستان کے حکمرانوں کا نظریۂ پاکستان سے انحراف تجاوز کی بدترین شکل نہیں ہے؟ کیا مغرب کے بے حیا کلچر کو کسی اسلامی مملکت میں فروغ دینے کی کوشش کرنا قرآن اور سنت سے تجاوز نہیں ہے؟ کیا کسی اسلامی ریاست کو تباہ و برباد کرنے میں اسلام دشمن قوتوں کا دست و بازو بننا اسلام سے تجاوز نہیں ہے؟ کیا سودی معیشت کو جاری و ساری رکھنا قرآن سے تجاوز نہیں ہے۔ کیا عوامی رائے اور انتخابی نتائج کو بدل دینا سیاسی تجاوز نہیں ہے؟ معاشرہ تجاوزات سے اَٹا ہوا ہے' خصوصاً مقتدر طبقہ ہر نوع کے تجاوز کا مرتکب ہو رہا ہے' لیکن ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ کوئی اپنے گریبان میں منہ ڈالنے کو تیار نہیں۔ سب کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آتا' اپنی آنکھ کے شہتیر پر نگاہ ڈالنے پر کوئی آمادہ نہیں۔

باونویں غزل

(بالِ جبریل، حصّہ دوم)

نے مُہرہ باقی، نے مُہرہ بازی ... جیتا ہے رومیؔ، ہارا ہے رازیؔ!
روشن ہے جامِ جمشید اب تک ... شاہی نہیں ہے بے شیشہ بازی!
دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا ... تُو بھی نمازی، میں بھی نمازی!
میں جانتا ہوں انجام اس کا ... جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی!
ترکی بھی شیریں، تازی بھی شیریں ... حرفِ محبت، ترکی نہ تازی!
آزر کا پیشہ خارا تراشی ... کارِ خلیلاںؑ خارا گدازی!
تو زندگی ہے، پائندگی ہے ... باقی ہے جو کچھ سب خاک بازی!

زندگی کی تکمیل کے لیے محض عقل و دانش اور فلسفہ کافی نہیں بلکہ حصولِ مقصد کے لیے عشقِ حقیقی درکار ہے۔ جولوگ صرف اپنی عقل پر بھروسا کرتے ہیں یا عقل ہی کو کل کائنات کا مرکز خیال کرتے ہیں، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کامیابی صرف اُن لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو عشق و محبت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مولانا جلال الدین رومیؒ اپنے مقصدِ حیات کے حصول میں عشق کی بدولت کامیاب ہوگئے، اور امام رازی نے عقل کی مدد سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہا، لیکن وہ اِس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کا اصل مقصد خدارسی ہے، اور وہ عشق سے حاصل ہوسکتا ہے، عقل سے حاصل نہیں ہوسکتا۔

2۔ ملوکیت کے لیے عیاری اور چالاکی ضروری ہے۔ بادشاہوں کو انسانوں پر حکومت کرنے کے لیے شیشہ بازی یعنی عیاری سے کام لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ انسانوں کو غلام بنانے کے لیے نت نئی عیاریوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ ''جامِ جمشید'' کنایہ ہے عیاری سے۔ مطلب یہ ہے کہ ملوکیت میں عیاری کا طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ جامِ جمشید اب تک کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے اور موجود رہے گا۔

3۔ مسلمانوں سے مخاطب ہوکر اقبال کہتے ہیں کہ دکھاوے کے لیے نماز میں بھی پڑھتا ہوں اور تُو بھی۔ اس کے باوجود باطنی طور پر نہ میں مسلمان ہوں اور نہ تُو۔ میرے اور تیرے دلوں میں اسلام کا جذبہ برائے نام ہے۔ بظاہر سب مسلمان شرع کی پابندی کرتے ہیں، لیکن تزکیۂ نفس کی طرف سے ہم سب غافل رہتے ہیں، حالانکہ شریعت کی پابندی کا مقصود یہی ہے کہ نفس امارہ کو مغلوب کیا جائے۔

4۔ اور یہ بھی جان لے کہ جس فرقہ آرائی کے معرکے میں مُلّا آپس میں ٹکرا جائیں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے ہر طرح کا حربہ استعمال کریں، اُس معرکے کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ شعر کا ایک اور مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ مُلّا جہاد کے جذبے سے بیگانہ ہوچکا ہے، اس لیے وہ کسی معرکے میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔

5۔ محبت کسی خاص قوم یا نسل یا زبان سے متعلق نہیں ہے، بلکہ محبت تو تمام ایسے خود ساختہ امتیازات کو مٹا دیتی ہے۔ اظہارِ محبت کے لیے کسی زبان کی قید نہیں ہے۔ محبت کا اظہار جس زبان میں بھی کیا جائے، وہ شیریں اور دل پذیر ہوگی۔

6۔ بُت پرستوں کا کام تو ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ وہ بت تراشتے رہتے ہیں تاکہ بُت پرستی عام ہوجائے۔ پس مسلمان کو لازم ہے کہ وہ اپنے فرض یعنی بُت شکنی سے غافل نہ ہو۔

7۔ اے مسلمان! یہ نکتہ کبھی فراموش نہ کر کہ دنیا میں صرف اسلام ایسا دین ہے جو پائندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ اس کے علاوہ باطل وتخریب کی جتنی صورتیں نظر آرہی ہیں، سب مٹ جانے والی ہیں۔ اُن کو دوام حاصل نہیں ہوسکتا۔

منبر و محراب

زندگانی کی حقیقت: چند حقائق (ii)

مسجد دارالسلام' باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 22 دسمبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ سے پیوستہ:

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے سلسلہ وار خطاب ''انسانیت کے نام: قرآن حکیم کا پیغام'' کے سلسلے میں گزشتہ شمارہ میں ''زندگی کی حقیقت: چند حقائق'' کی پہلی قسط شائع کی گئی تھی۔ اب اُس کا دوسرا حصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ ربط مضمون کی غرض سے پہلا پیراگراف پچھلی قسط سے یہاں دیا گیا ہے۔ (از مرتب)

دنیا کی کشش آدمی کو کچھ اِس طرح اپنے اندر گم کرلیتی اور اپنی زلفِ گرہ گیر کا اسیر بنا دیتی ہے کہ وہ دنیا ہی کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ وہ دنیوی رشتوں' ناطوں پر فخر کرتا اور اتراتا ہے۔ اولاد اور بیوی بچوں کی محبت اُسے اندھا بنا دیتی ہے۔ ہر وقت اُن کی جائز و ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے حلال و حرام کی پروا کیے بغیر روپے پیسے اور مال و اسباب کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے۔ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوانی ہے' انہیں معاشرے میں سٹیٹس دلوانا ہے' ورنہ ناک کٹ جائے گی' یہ خیال ہر دم اُس پر غالب رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا کروڑوں کا بنک بیلنس ہو اور اُس کے ہاں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوں۔ وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ یہ سب کچھ تو حیات دنیا کی زیب و زینت ہے' اور میرے لئے آزمائش ہے۔ جیسے قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾﴾ (التغابن)

''تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے''

اور یہ تنبیہ بھی کی گئی:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ...... ﴾

(التغابن:14)

''اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن بھی ہیں۔ پس ان سے بچ کر رہو۔''

حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی کوئی چیز آخرت میں انسان کے کچھ کام نہ آئے گی۔ عزیز از جان رشتوں کا اُس دن حال یہ ہوگا کہ

﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾﴾ (عبس)

''اُس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا)۔ ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا جو اسے (مصروفیت کے لئے) کافی ہوگا۔''

مال و دولت سے انسان دنیا میں اپنے لئے ہر طرح کی آسائشیں حاصل کرتا ہے' مگر آخرت میں یہ سخت وبال کا باعث ہوگا۔ جیسے فرمایا:

﴿ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾ (التوبہ)

> اُس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا)۔ ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا جو اسے (مصروفیت کے لئے) کافی ہوگا۔ (القرآن)

''جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔''

آخرت میں جبکہ مال و دولت اور علائق دنیوی کی اصلیت کھل کر سامنے آجائے گی' گناہ گار آدمی چاہے گا کہ ان سب کو بطور فدیہ دے دے' تاکہ جہنم کی آگ سے رہائی مل سکے' مگر ایسا ممکن نہ ہوگا۔ سورۃ المعارج میں انسان کی اِسی خواہش کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــْٔوِيْهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿١٦﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿١٨﴾﴾ (المعارج)

''اور (اُس دن) کوئی دوست کسی دوست کا پرسان نہ ہوگا' (حالانکہ) ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ (اُس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے' اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی' اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین میں ہیں (غرض) سب (کچھ دے دے) اور اپنے تئیں عذاب سے چھڑا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بے شک وہ تپتی ہوئی آگ ہے' کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔ اُن لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا۔ اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا۔''

پانچویں بات یہ ہے کہ اصل کامیابی یا ناکامی کا مقام آخرت ہے' دنیا نہیں۔ روز محشر ہی وہ دن ہے' جہاں ہار اور جیت کا فیصلہ ہوگا' جیسے فرمایا گیا:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾﴾ (التغابن)

''جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا' وہ نقصان اُٹھانے کا دن ہے۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے' وہ اُس سے اُس کی برائیاں دور کرے گا اور باغ ہائے بہشت میں جن

کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔"

اُس روز حساب جس شخص کے لئے جہنم کی آگ کا فیصلہ ہوگیا' وہ تو تباہ و برباد اور ناکام و نامراد ہوگیا اور جسے جہنم کی آگ سے بچالیا گیا' اُس نے حقیقت میں کامیابی کی منزل پالی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾﴾ (آل عمران)

"ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ تو جو شخص آتشِ جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔"

آخرت کی حقیقی کامیابی اور اصلی خسارے کے مقابلے میں دنیا کی عارضی کامیابیاں اور وقتی ناکامیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ دنیا میں وہ شخص' جسے دو وقت کی روٹی میسر نہیں اور بھوک و افلاس نے اُس کے ہاں ڈیرے ڈال رکھے ہیں' ناکام شمار ہوگا' لیکن اگر اُس کی زندگی آسمانی ہدایت کے مطابق بسر ہورہی ہے' اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو اُس نے اپنا شعار بنایا ہوا ہے تو آخرت کی دائمی زندگی میں وہ کامیاب و کامران ہوگا' اور جب جنت کے عیش و آرام دیکھے گا تو دنیا کی عارضی کلفتوں اور پریشانیوں کو بھول جائے گا۔ اِس کے برعکس ایک دوسرا شخص جسے دنیا میں ہر قسم کے اسباب عیش میسر ہیں' اور اُس کی زندگی آرام سے گزر رہی ہے' دنیا والوں کے نزدیک تو وہ کامیاب ہے' لیکن اگر وہ صراطِ مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے' احکامِ الٰہی سے غافل' شیطان کی پیروی کر رہا ہے' تو آخرت میں حقیقی ناکامی سے دوچار ہوگا اور جہنم کی آگ ایندھن بنے گا۔ اور وہاں کی ایک لحہ کی اذیت پاکر دنیا کے تمام عیش و آرام اور آسودگی بھول جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک ایسے جہنمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ عیش و راحت میں تھا' اور دوزخ کی آگ میں غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! یہ بتا' تو نے کبھی اچھا دور بھی دیکھا ہے! تجھ پر کبھی عیش و آرام کا زمانہ آیا ہے؟ وہ جواب دے گا' آقا! تیری ذات کی قسم' میں تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

پھر ایک ایسا "بہشتی" لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بدحال اور مصیبت زدہ تھا۔ جب اس پر بہشت کی نعمتوں کا رنگ چڑھ جائے گا تو اس سے کہا جائے گا: اے فرزند آدم! کیا تُو نے کبھی افلاس اور تنگی کا دور دیکھا ہے؟ کیا تُو نے مصیبت اور سختی دیکھی ہے؟ وہ کہے گا' پروردگار! تیری قسم' میں کبھی محتاجی اور تنگدستی میں گرفتار نہیں ہوا۔ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہوا ہی نہیں۔ (رواہ مسلم)

چھٹی حقیقت جو روز روشن کی طرح واضح ہے' یہ ہے کہ حیات دنیا جسے قرآن حکیم نے کہیں "متاع غرور" اور کہیں "لھو و لعب" قرار دیا ہے' اِس اعتبار سے انتہائی قابل قدر اور اہمیت کی حامل ہے کہ انہی ماہ و سال پر آخرت کی حقیقی کامیابی و ناکامی منحصر ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ)) (الحدیث)

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

ہم دنیا میں اعمال کی جو فصل بوئیں گے' آخرت میں اُسی کا پھل پائیں گے۔ اگر یہ محدود عرصہ زندگی اللہ کی دی ہوئی ہدایت کی پیروی کرتے ہوئے گزر گیا تو یقیناً آخرت میں ابدی کامیابی ملے گی اور اگر اِسے غفلت میں گزار کر ضائع کر دیا تو پھر وہ عظیم خسارہ ہمارا مقدر ہوگا جس کی کبھی تلافی نہ ہوسکے گی۔ معلوم ہوا کہ حیات دنیا کا ایک ایک لحہ انتہائی قیمتی ہے۔ چنانچہ انسان سے جو رویہ مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ وہ زندگی کا کوئی لحہ بھی لغو اور بے ہودہ کاموں میں ضائع نہ کرے۔ سورۃ المومنون میں اہل ایمان کی صفات کے تذکرہ میں فرمایا گیا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾﴾

"اور (مومن وہ ہیں) جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں۔"

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اہل جنت کو حسرت ہوگی کہ اُن سے دنیا میں جو وقت ضائع ہوگیا کاش وہ بھی ضائع نہ ہوتا' اور اللہ کی یاد میں صرف ہوتا۔

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا)) (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والبیھقی)

"حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا بجز اُس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر بغیر گزر گئی ہو۔"

ساتویں حقیقت جو ایمان بالآخرت کے حوالے سے ہمارے سامنے آتی ہے یہ ہے کہ دنیا میں ہم جس امتحان میں ڈالے گئے ہیں' وہ بہت سخت ہے۔ یہاں ترغیبات کا بے پناہ سامان ہے جو ہمیں اپنی جانب کھینچتا اور اُخروی نجات کے نصب العین سے دور کرتا ہے۔ یہ ترغیبات بیوی بچے' روپیہ پیسہ' سواریاں اور کھیتی و باغات وغیرہ ہیں۔ چونکہ یہ ہمارے لئے مزین کی گئی ہیں' سو بڑی بھلی لگتی ہیں۔ جیسے فرمایا:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾﴾ (آل عمران)

"لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہے (مگر) یہ سب دنیا ہی کے زندگی کے سامان ہیں' اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔"

ان چیزوں کی محبت خطرے کا باعث ہے' کیونکہ جب یہ محبت حدِ اعتدال سے تجاوز کرتی ہے تو ہستی کی حقیقت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے' اور ہم آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں۔

موجودہ دجالی تہذیب کے عہد میں تو "امتحانِ زندگانی" اور بھی سخت ہوگیا ہے۔ اِس لئے کہ نئی تہذیب نے دنیوی اسباب کی کشش اور بھی بڑھا دی ہے۔ ماضی میں کبھی بادشاہوں کو بھی تفریح کے وہ سامان اور مواقع حاصل نہیں ہوتے ہوں گے جو آج عام انسان کو حاصل ہوگئے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی تفریحات اور رنگینیوں کا سامان انسان کو اور بھی راہ راست سے دور لے جارہا ہے۔

تہذیب حاضر جو درحقیقت دجالی تہذیب ہے' کی چمک بہت بڑا فتنہ ہے۔ اور اس فتنے کو میڈیا پروان چڑھا رہا ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اِس نظریے کا پرچارک کر رہا ہے کہ یہی زندگی اصل زندگی ہے' آخرت کو بھول جاؤ۔ ؏ "بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست"۔ تم دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ جو صلاحیتیں تمہیں دی گئی ہیں' انہیں دنیوی ترقی و کمال کا ذریعہ بناؤ۔ اپنا سٹیٹس بنانے کی فکر کرو۔ عزت و کامرانی سے جینا چاہتے ہو تو "ایلیٹ" کلاس کا حصہ بننے کی کوشش کرو۔ تمہارے بچے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کریں۔ پوش علاقے میں تمہاری بہترین رہائش ہونی چاہیے۔ اگر یہ سب کچھ تم حاصل نہیں کر سکتے تو تمہاری زندگی بے کار ہے' تمہاری صلاحیتیں بے سود ہیں' معاشرے میں تمہارا کوئی مقام نہیں ہے۔

فکر و فلسفہ کی سطح پر بھی آخرت سے دامن چھڑانے کا سبق دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو چیزیں آپ کے مشاہدے میں نہ آسکیں' اُن کا تذکرہ وقت کا ضیاع ہے۔ آخرت کسی نے نہیں دیکھی ہے' لہٰذا اِس جدید دور میں اُس کا ذکر کرنا بھی دقیانوسیت کی علامت ہے۔ ایسا کرنے والوں کو گنوار اور تعلیم و تہذیب سے بے بہرہ قرار دیا جاتا ہے کہ یہ کس زمانے کے لوگ ہیں جو آخرت کی بات کر رہے ہیں۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

دجالی تہذیب کا وضع کردہ ظالمانہ اقتصادی نظام بھی زندگی کی حقیقت کو عام آدمی کی نگاہ سے پوشیدہ رکھنے میں ایک

حیات دنیا جسے قرآن حکیم نے کہیں "متاع غرور" اور کہیں "لھو و لعب" قرار دیا ہے' اِس اعتبار سے انتہائی قابل قدر اور اہمیت کی حامل ہے کہ انہی ماہ و سال پر آخرت کی حقیقی کامیابی و ناکامی منحصر ہے

ایک عامل کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اِس نامنصفانہ نظام کے تحت دولت اور وسائل دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ ایک محدود اقلیت ہی ان سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ اور انسانوں کی عظیم اکثریت کے لئے ان وسائل میں کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ ایک طرف عیاشیوں اور تہذیر کا شیطانی کھیل جاری ہے اور دوسری طرف لوگ دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں۔ وہ تلاش معاش کی فکر میں سرگرداں ہیں۔ اِس نظام نے انسان کو روزگار کے مسئلے میں الجھا دیا ہے' تاکہ اُسے اور کچھ یاد ہی نہ رہے' آدمی صبح سے شام تک محنت کرے اور دو وقت کی روٹی بھی اُسے نہ مل سکے۔

دنیا نے تیری یاد سے بے گانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روز گار کے

اُسے ہر وقت معاشی تفکرات بے چین کئے رکھیں۔ تاکہ آخرت کی طرف اُس کا ذہن منتقل ہی نہ ہونے پائے۔ اُسے فکر ہو تو اِس بات کی کہ یوٹیلیٹی بل ادا کرنا ہے' بچوں کی سکول کی فیس دینی ہے' کپڑے نہیں ہیں' نیا لباس خرید کر دینا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

نئی تہذیب کی ایک اور خرابی یہ ہے کہ اُس نے انسان کی بنیادی ضروریات کے تصورات بھی تبدیل کر دیئے ہیں۔ وہ ضروریات جو ثانوی درجے کی تھیں' انہیں بنیادی ضرورت قرار دیا جا رہا ہے۔ اِسی کا نتیجہ ہے کہ ایک آدمی جسے دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں' مگر پھر بھی سمجھتا ہے کہ ٹی دی ہونی چاہیے' کیبل کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا' وغیرہ۔ یہ پلاننگ اِس لئے کی گئی ہے تاکہ دنیا کی زندگی آدمی کا مطلوب و مقصود بن جائے اور آخرت کا تصور بھی دلوں سے نکل جائے۔ اِسی کا نتیجہ ہے کہ آج نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر دنیا ہی ہمارا مطمع نظر بن کر رہ گئی ہے اور یہی عہد حاضر کے انسان کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝﴾ (القیامۃ)

"مگر (لوگو) تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔"

سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا:

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝﴾

"مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے۔"

ایمان بالآخرت قرآن حکیم کے اہم ترین موضوعات میں سے ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ اِسی پر زور دیا گیا ہے۔ کئی سورتوں میں تو بطور خاص اِس بارے میں تفصیلی رہنمائی ملتی ہے۔ زندگی کے ناقص مادی تصورات کے برعکس ایمان بالآخرت زندگی کا جامع تصور پیش کرتا ہے۔ یہ انسان کے فکر و عمل کی اصلاح میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے' بشرطیکہ یہ دل میں راسخ ہو۔ دل میں آخرت کا پختہ یقین نہ ہو تو محض زبانی اقرار ہماری سوچ و فکر اور عمل پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ یقین قلبی کا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ پس لازم ہے کہ اِسے بار بار پڑھا جائے اور اِسے سمجھا جائے تاکہ دلوں میں ایمان راسخ ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقت ہستی کا شعور اور آخرت کی فکر عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

شہادت علی الناس

ایک رفیق......چار احباب

الحمدللہ' تحریکِ دعوت کے تعارف اور جملہ مبادیات سے واقفیت کا پہلا مرحلہ تکمیل پا رہا ہے' جو کہ اس پرچے کے آپ کے ہاتھوں میں پہنچنے تک ان شاء اللہ مکمل ہو چکا ہوگا۔

لاہور' کراچی کے پروگراموں میں آپ کی پرجوش اور مثالی شرکت اس تحریک کے ضمن میں رب العزت کی تائید کی دلیل ہے۔

محترم بانیٔ تنظیم اسلامی نے اس تحریک میں شرکت کو اپنے لیے سعادت قرار دیتے ہوئے دعوت کی حقیقت' اہمیت اور اس میں ہمارے عملی کردار کو بہت خوبصورتی سے واضح کیا۔ اور مامور من اللہ ہونے کی نسبت سے ہماری دعوتی ذمہ داری کے احساس کو اجاگر کیا۔

امیر محترم نے تحریک کے پس منظر اور پیش منظر پر روشنی ڈالی اور رفقاء کے سامنے اس کے تقاضوں کو واضح کیا۔

ناظم دعوت نے سورۃ المدثر کی روشنی میں ﴿قُمْ فَاَنْذِرْ o﴾ کو اپنا موضوع گفتگو بنایا اور انداز آخرت اور ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ o﴾ کی پکار کی روشنی میں یہ صدا بھی لگائی کہ اب جو چاہے آگے بڑھ جائے اور جو چاہے پیچھے رہ جائے۔

جناب شیبا احمد نے نظام دعوت اور تحریک کے ڈھانچے کے حوالے سے نہایت عملی مسائل پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ آپ کے سامنے وہ دائرے متعین کر دیے جو ملحوظ رہیں تو ہر رفیق کم از کم سو افراد کو اپنے احاطۂ دعوت میں لا سکتا ہے۔

امید ہے جو رفقاء اس پروگرام سے گزرے ہیں وہ اپنے نہ شریک ہونے والے بھائیوں تک یہ پیغام پہنچا بھی رہے ہوں گے اور اب پہلے دائرے ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ کی طرف بڑھ چکے ہوں گے۔
اللہ رب العزت کی تائید و نصرت کی دعائیں اور توکل یقیناً ہم سب کا اصل سہارا ہے' اس کا اہتمام کبھی نہ بھولیے گا

مثل بُو قید ہے غنچے میں' پریشاں ہو جا
رخت بردوش ہوائے چمنستاں ہو جا
ہے تنک مایۂ تو ذرے سے بیاباں ہو جا
نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہو جا
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

نوٹ: مرکزی شعبۂ دعوت اس تحریک کے ضمن میں تمام حلقوں میں اپنے پروگراموں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ گزشتہ ندائے خلافت میں لاہور' کراچی' بہاولنگر' اسلام آباد کے پروگراموں کا شیڈول دیا گیا تھا۔ دیگر مقامات کے پروگراموں کی تفصیل آئندہ ندائے خلافت میں ملاحظہ فرمایئے۔

المعلن: مرکزی شعبۂ دعوت تنظیم اسلامی
67۔اے' علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو' لاہور۔ فون: 6316638-6366638
ای میل: markaz@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

اُس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

ابوکلیم نبی محسن

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ زندگی کے تمام گوشوں میں نوعِ انسانی کی ہدایت کے لئے مینارۂ نور ہے۔ اس میں انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کے تمام اصول وضوابط کھول کر بیان کر دیئے گئے ہیں' لیکن بدقسمتی سے عدل وقسط کا یہ کامل نظام دنیا کے کسی ایک گوشے میں بھی قائم نہیں ہے' کہ اس کی برکات سے دنیا والے مستفید ہو سکیں' اور اللہ کی زمین امن کا گہوارہ بن جائے۔ آج ہر طرف سیکولر جمہوریت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اپنے پرائے سب اِسی کے اسیر ہو چکے ہیں۔ حالانکہ اس نظام میں حاکمیت کا اختیار جمہور کو دیا گیا ہے جو کہ سیاسی شرک ہے۔ ہم انفرادی سطح پر تو اللہ کے بندے ہیں لیکن

> علمائے کرام نے اسمبلی میں ڈیسک بجائے' نعرے بازی کی' واک آوٹ کیا' مگر کیا ہوا' وہ حکومت کو تحفظ نسواں کے غیر شرعی بل سے باز نہ رکھ سکے۔ وقت کی پکار یہ ہے کہ وہ اسلام کے غلبہ کے لئے ایک منظم احتجاجی تحریک چلائیں۔ انتخابات کے کھیل سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

افسوس کہ اجتماعی سطح پر غیر اسلامی نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ ہی نہیں' بعض علمائے کرام بھی اِس بات کی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ ہم جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں' ہم جمہوری طریقے سے اسلام لانا چاہتے ہیں۔

حال ہی میں ایم ایم اے نے باجوڑ ایجنسی میں ضمنی الیکشن کے بائیکاٹ کے حوالے سے ایک پمفلٹ شائع کیا اِس پمفلٹ کے ٹائٹل پر یہ الفاظ درج تھے:

''باجوڑ کے غیور عوام!''

''موجودہ تماشا' ڈرامہ' فراڈ الیکشن میں حصہ لینا شہدائے باجوڑ کے خون سے غداری ہے۔''

''شہدائے باجوڑ کے خون کا پیغام: ضمنی الیکشن کا بائیکاٹ۔''

واضح رہے کہ باجوڑ میں مدرسہ پر بمباری سے جماعت اسلامی کے رکن قومی اسمبلی جناب ہارون الرشید احتجاجاً مستعفی ہوئے۔ انہوں نے صحیح معنوں میں شہداء کے خون اور ارواح کو خراج عقیدت پیش کیا۔ لیکن ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا جماعت اسلامی کے یہی رکن آئندہ انتخابات کا بھی بائیکاٹ کریں گے۔ کیا عارضی طور پر جماعت اسلامی کے الیکشن کے بائیکاٹ سے نظام درست ہو جائے گا۔ کیا وقت نے ثابت نہیں کیا کہ انتخابات کے ذریعے نظام کو بدلنا وقت ضائع کرنا ہے؟ علمائے دین اور رہبران ملت ہوش کے ناخن لیں۔ انہیں اِس نکتے پر غور کرنا چاہیے کہ جس ملک میں جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام ہو وہاں انتخابات کے ذریعے انقلاب کیسے آ سکتا ہے؟ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ انتخابات کے ذریعے نظام کو بہتر طور پر چلایا جا سکتا ہے' بدلا نہیں جا سکتا۔ اے کاش! جماعت اسلامی سمیت تمام دینی جماعتیں عارضی نہیں بلکہ مستقل بنیادوں پر انتخابات کی دلدل سے نکل کر نبی ﷺ کے انقلابی طریقہ کے ذریعے نظام کو بدلنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً موجودہ جماعت اسلامی 1950ء سے قبل والی جماعت اسلامی بن جائے۔ نبی ﷺ کا طریقہ ہی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ قرآن گواہ ہے۔

﴿وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''اور تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

رسول اللہ کا مقصد بعثت غلبہ دین تھا جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں تین دفعہ آیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپؐ کا طریقِ انقلاب قرآن میں چار دفعہ بیان ہوا ہے لیکن پھر بھی ہم یہ طریق بھلائے بیٹھے ہیں۔ انتخابات کے ذریعے نظام کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نظام کی تبدیلی کے لئے جدوجہد اُسی صورت نتیجہ خیز ہو سکتی ہے جب رسولِ انقلاب ﷺ کے طریقہ انقلاب کو Follow کریں' لیکن کیا کیا جائے کہ سب لیلائے انتخاب کے دیوانے ہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

ہمارے علمائے کرام نے اسمبلی میں سرتوڑ کوشش کی' ڈیسکیں بجائیں' واک آوٹ کیا' نعرہ بازی کی' تمام طریقوں کو اپنایا لیکن کیا حکومت نے غیر شرعی ''حقوق نسواں بل'' منظور نہیں کیا؟ کہ جس پر ٹونی بلیئر اور صدر بش نے بھی اپنے ہم منصب پاکستانی ''روشن خیال'' صدر کو مبارکباد دی ہے۔

مذکورہ بالا گزارشات کی روشنی میں دینی جماعتوں کے رہنماؤں سے اپیل ہے کہ لیلائے اقتدار کے شوق کو چھوڑ کر دین اسلام کے قیام کے لئے انقلابی جدوجہد کا آغاز کریں اور اس کام کے لیے رسول اللہ کی سیرت کو نہایت عرق ریزی سے دیکھیں ۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے' قطار اندر قطار اب بھی

✿✿✿✿✿

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ مرکزی انجمن خدام القرآن کے سابق ناظم اعلیٰ اور تنظیم اسلامی کے رفیق سراج الحق سید قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

رفقا اور احباب سے درخواست ہے کہ اُن کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں۔

اطلاع تبدیلی دفتر

تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کا نیا پتہ درج ذیل ہے:

دفتر تنظیم اسلامی' نارتھ ناظم آباد' کراچی

مکان نمبر: A-360 بلاک D' نارتھ ناظم آباد'

نزد سہیل بیکری' اسلم مارکیٹ' تالے والی روڈ' کراچی

فون: 6034671 - 6674474

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ محکمہ تعلیم میں ملازمت پیشہ خاندان کی بیٹی' عمر 27 سال' تعلیم میٹرک' مستند عالمہ' حافظہ قرآن' رہائش بمقام: ہردیو (برلب شیخوپورہ' گوجرانوالہ روڈ) ضلع شیخوپورہ' کے لئے نیک سیرت برسر روزگار لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ (ترجیحاً جٹ فیملی)

رابطہ: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ فون: 042-5173537

الجزائر میں
اسلامی تحریکوں کا آغاز

سید قاسم محمود

شیخ عبدالحمید بن بادیس بہت دانا اور مدبر عالم تھے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ فرانس کی حکمت عملی کے تحت علماء کو آہستہ آہستہ منظر سے ہٹایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اُن کی ''جمعیۃ العلماء المسلمین'' نے اِس خلاء کو پُر کرنے کے لیے منصوبہ بنایا اور اس کا باقاعدہ آغاز 1925ء سے کیا۔ بن بادیس کے ساتھ ساتھ ایک اور شخصیت کا ذکر ضروری ہے اور وہ ہیں شیخ الطیب العقابی' جنہوں نے ''پروگریس کلب'' قائم کر کے 1931ء سے عوام کو روحانی' فکری اور نظریاتی طور پر اسلام کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانے کا اہم فریضہ سرانجام دینا شروع کیا۔

اِن بزرگوں کی اسلامی تحریکیں سارے الجزائر میں پھیل گئیں۔ لوگوں میں اپنے اپنے محلے میں چندہ گیری سے مسجدیں تعمیر کرنے کا شوق بیدار ہوا۔ جب فرانسیسی حکام کسی مسجد پر قبضہ کرتے تو لوگ علماء کی قیادت میں کسی گھر یا کسی کیمونٹی سنٹر کو مسجد میں تبدیل کر لیتے۔ فرانسیسی استبداد کے ردِعمل کے طور پر دینی مدارس بھی تیزی سے قائم ہوتے چلے گئے۔ لوگوں میں یہ شعور پختہ ہوتا چلا گیا کہ غیر ملکی حکمرانوں نے انہیں مذہبی' تہذیبی اور ثقافتی حوالوں سے بانجھ بنانے کا جو منصوبہ بنایا ہے' ہمیں اُس منصوبے کو سختی سے ناکام بنانا ہے۔ الجزائری عوام کے اِس زبردست مزاحمتی جذبے نے انہیں جینے کا ایک انداز دے دیا تھا۔ نئے سکولوں میں عوام اپنے تشخص کو برقرار رکھنے کے خیال سے جاتے تھے جو قانونی پابندیوں کی وجہ سے محدود ہوتے جا رہے تھے۔ فرانسیسی اساتذہ کے زیرِ انتظام چلنے والے تعلیمی اداروں نے بھی الجزائری معاشرے میں ایسے طبقے پیدا کر دیئے تھے جن میں رہن سہن' نشست و برخاست' اندازِ گفتگو' اندازِ طعام اور اندازِ فکر قطعی طور پر مغربی اور فرانسیسی ہو چکا تھا۔ عوام اِس نئے اندازِ زیست کے خلاف بھی اپنے اندر ایک خاص نفرت محسوس کرتے تھے۔ عربی زبان کے تحفظ' ترویج اور تعلیم پر زور بھی اسی ردِعمل کی تحریک سے پیدا ہوا تھا۔

سیاسی جماعتیں دیکھ رہی تھیں کہ لوگوں میں مذہبی عوامل گہرے اثرات مرتب کر رہے تھے' اور لوگ تیزی سے سیاست دانوں اور سیاسی جماعتوں سے بددل ہو رہے تھے۔ نومبر 1954ء میں جس فکری انقلاب کا آغاز ہوا' اُس کی سیاسی نظریہ سازی اور تنظیم میں تیس سال پہلے شروع ہونے والی احیائے اسلام کی تحریکوں کا اثر بڑا نمایاں اور گہرا تھا۔ سیاسی جماعتوں کا اثر کم اور سطحی رہا۔ اسلامی نظریات لوگوں میں سامراج کے خلاف زبردست جدوجہد کو اپنی جذباتی زندگی کا حصہ بناتے تھے' اس لیے لوگ فرانسیسی سامراج کے مقابلے میں نکلنا اپنا دینی اور مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ نیشنل لبریشن آرمی میں علماء کو ''مرشدوں'' کے عہدے پر تعینات کیا جاتا۔ مرشد لوگوں کو جنگِ آزادی کے تقاضوں سے روشناس کراتے اور انہیں آگے بڑھ کر جینے اور مرنے کے راستے بتاتے جو دراصل اسلام کے نظریۂ جہاد کی عملی تعبیر ہوتی۔ جنگِ آزادی کے مجاہدوں کو متحرک کرنے کے لیے قرآنی آیات پر مبنی نعرے عام ہوتے گئے' حتیٰ کہ ایسا مرحلہ بھی آیا کہ دورانِ جنگ زخمی ہونے والے مجاہدوں نے ان ڈاکٹروں سے مرہم پٹی کرانا بھی ترک کر دی جو پانچ وقت نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ہماری جنگ تو انہی سیکولر عناصر کے خلاف ہے جو دین کو اپنے دنیاوی مقاصد کے لیے تو استعمال کرتے ہیں لیکن دین پر عمل نہیں کرتے۔

ملک سے باہر الجزائریوں کی جتنی بھی قیادت تھی' اُس کی غالب اکثریت سیکولر تھی۔ ان ممتاز اور سربرآوردہ لوگوں کی نظریں ہمیشہ فرانس کی خوشنودی حاصل کرنے پر مرکوز رہتی تھیں۔

جنگِ آزادی کے لیے جو گروپ کام کر رہے تھے' اُن میں سوشلسٹ اور کیمونسٹ بھی شامل تھے۔ کیمونسٹوں نے 1962ء کے ''طرابلس پروگرام'' کے لیے بہت اہم کردار ادا کیا' جس کے ذریعے وہ یہ اعلان کرانے میں کامیاب ہو گئے کہ الجزائر کا انقلاب اسلامی نہیں بلکہ سوشلسٹ ہو گا۔ محاذِ جنگ پر اگلے مورچوں پر لڑنے والے فوجی افسروں میں سے' جو بعد ازاں جنگِ آزادی میں شریک ہوئے' وہ باقاعدہ اعلان کرتے تھے کہ وہ لینن' مارکس اور ماؤزے تنگ سے متاثر ہیں۔

1962ء میں حصولِ آزادی کے بعد جب یوسف بن خدہ جیسے بڑے رہنما سیاست سے کنارہ کش ہوئے اور بن بیلا نے قیادت سنبھالی تو نئے حکمرانوں کا بنیادی نظریہ اشتراکی انقلاب برپا کرنا قرار پایا۔ نئی حکومت میں کیمونسٹوں کا غلبہ اس قدر زیادہ تھا کہ اسلامی عناصر آٹے میں نمک کے برابر رہ گئے۔

سیکولر قوتوں کا غلبہ

یہ ایک افسوس ناک اور حیرت انگیز تبدیلی تھی۔ الجزائر میں اسلام نے فرانسیسی تسلط سے لے کر حصولِ آزادی تک' تمام مراحل میں مرکزی اور فعال کردار ادا کیا تھا' لیکن جب حکومتیں بننے کا وقت آیا تو اسلام کو ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا گیا اور اشتراکیت حکومت کے ہر شعبے میں حلول کر گئی۔ نئے حکمرانوں کو الجزائری عوام میں اسلام کی طاقت و اثر آفرینی کا علم تھا' اس لیے وہ کوشش کرتے تھے کہ ایک طرف عوام کے سامنے اسلام کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالیں' اور دوسری طرف رفتہ رفتہ عوام سے علماء کا اثر اور رابطہ ختم کر دیا جائے۔ علماء کے طبقے میں سے اپنے مطلب کے افراد چن کر حکومت کے مختلف شعبوں میں داخل کر لیے گئے۔ چنانچہ علمائے سُو نے حکومت کو مارچ 1963ء میں نئے دستور اور قوانین کے لیے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ کی ایسی منفی تعبیرات پیش کیں جن کو سیاسی رنگ دے کر صنعتوں اور کارخانوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ اپریل 1964ء میں ''محاذِ قومی آزادی'' کا خصوصی اجلاس ہوا جس میں کیمونسٹوں نے ''الجزائری چارٹر'' کے نام سے اپنا پروگرام پیش کیا۔ اس پر خاصی طویل بحث ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ اسلام کو الجزائر میں زبردست مقبولیت حاصل ہے اور ہمارا اصل چارٹر اسلام ہے۔ فرنٹ نے ایک نیا راستہ اختیار کیا اور ایک ایسا پروگرام منظور کیا جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ سوشلسٹ ہونے کے باوجود اسلامی بھی ہے اور الجزائر کے قومی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ اس کی مثال وہ ''اسلامی سوشلزم'' ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی نے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پیش کیا تھا۔ کہا گیا تھا کہ اسلامی سوشلزم پاکستان کے عوام کی امنگوں کا ترجمان ہے۔ الجزائر کا اسلامی سوشلزم بھی ایک نیم پختہ اقتصادی پروگرام تھا جس نے پہلے سے موجود ڈھانچے کو بھی منتشر کر کے رکھ دیا' اور اگر کوئی فائدہ پہنچایا تو چند مخصوص افراد اور بیوروکریسی کو۔ عوام نے علماء کی رہنمائی میں اسلامی سوشلزم کے پروگرام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ خصوصاً شیخ البشیر الابراہیمی نے بڑی شدومد سے اس کی مخالفت کی۔ شیخ ابراہیمی شیخ احمد بن بادیس کے جانشین تھے۔ وہ 1940ء سے 1955ء تک اِس منصب پر فائز رہے۔ انہوں نے قاہرہ ریڈیو کے ''صوت العرب'' پروگرام سے 1955ء میں اپنی تاریخ ساز تقریر نشر کی تھی اور عوام سے پُرجوش انداز میں کہا تھا کہ وہ نیشنل فرنٹ کی جنگ آزادی کے لیے کام کریں۔ شیخ ابراہیمی کو اسلامی سوشلزم کی مخالفت کرنے کے جرم میں نظربند کر دیا گیا۔ اُن کی نظر بندی کے خلاف ''جمعیۃ القیام الاسلامیہ'' نے

دارالحکومت کے سب سے بڑے ہال میں سب سے بڑا جلسہ کیا۔ یہ جلسہ اتنا زبردست اور اثر انگیز تھا کہ ایوانِ اقتدار کے ساتھ ساتھ مغربی ذرائع ابلاغ میں بھی اس کا مدتوں چرچا رہا۔ اس جلسے سے یہ بات ایک بار پھر ثابت ہوگئی کہ اب بھی حکمران جماعت ''نیشنل لبریشن فرنٹ'' کے مقابلے میں اسلامی تحریک زیادہ مقبول ہے۔ اس صورتِ حال سے فرنٹ کے اندر موجود اسلامی عناصر کو تقویت ملی اور اشتراکی اور اسلامی عناصر کے درمیان جو کشمکش دیر سے چلی آ رہی تھی' وہ اتنی شدید ہوگئی کہ 19 جون 1965ء کو کرنل حوری بومدین نے بن بیلا کی حکومت کا تختہ اُلٹ کر اقتدار پر قبضہ کرلیا۔

کرنل حوری بومدین کی حکمت عملی

کرنل بومدین نے اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کر رکھی تھی' اور اِس حوالے سے اُس کا تعارف ایک دینی پس منظر رکھنے والے فرد کے طور پر پہلے سے ہو چکا تھا۔ اُن کے اقتدار سنبھالنے پر عوام نے انہیں خوش آمدید کہا۔ وہ بن بیلا کے کمیونسٹ مشیروں کی مخالفت بھی کھلے عام کرتے رہے تھے۔ اس لیے بھی اُن کا اقتدار میں آنا اسلامی قوتوں کے لیے ایک نیک شگون تھا۔ بومدین نے آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اہم حکومتی عہدے اسلامی جماعتوں کے نمائندوں کو تفویض کر دیئے۔ وزارتِ اطلاعات ونشریات کا قلم دان شیخ ابراہیمی کے فرزند شیخ طالب ابراہیمی کے سپرد کر دیا' جن کو بن بیلا نے جلاوطن کر کے صحرا میں قید کر رکھا تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سربراہی کے لیے قرعۂ فال شیخ العباسی بن الحسین کے نام نکلا۔ جمعیۃ العلماء المسلمین کے سرکردہ رہنماؤں کو مختلف سرکاری شعبوں میں اہم انتظامی عہدے دیئے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کی نظامت کا منصب شیخ مالک بن نبی کو دیا گیا۔ بن نبی بڑے پائے کے مصنف تھے۔ انہوں نے بومدین کے فوجی انقلاب کے مختلف پہلوؤں پر بہت سے مقالات اور مضامین تحریر کیے۔ انہوں نے تحریروں سے عوام کو تلقین کی کہ وہ انقلاب کے حقیقی مقاصد کی طرف توجہ دیں۔ انہوں نے عوام کی معاشرتی زندگی میں بدعنوانی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر بھی تنقید کی۔

اِن تمام مثبت اقدامات کے باوجود معاشرے میں بدعنوانی کو فروغ ملتا گیا۔ نیشنل فرنٹ کے اندر جو بدعنوانی اور کرپشن جڑ پکڑ چکی تھی' وہ کم ہونے کی بجائے اندر ہی اندر زہر کی طرح سرایت کرگئی۔ زیادہ دُکھ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ خود ''جمعیۃ العلماء المسلمین'' میں بھی ناپسندیدہ عناصر نے راہ پالی اور بدعنوانی علماء کا بھی شیوہ بن گیا۔ اس نئی صورتِ حال میں شیخ عبداللطیف السلطانی جیسے جید علماء نے حوری بومدین کی حکومت کے خلاف آواز بلند کی۔ انہوں نے 1971ء میں زرعی اصلاحات کے نفاذ کے خلاف بھی احتجاج کیا۔ اُن کے انٹرویو مختلف اخبارات میں شائع ہونے لگے۔ شیخ عبداللطیف اور اُن کے ہم خیال علماء کو ایک بار پھر عوام میں زبردست مقبولیت حاصل ہوئی۔ بومدین نے اپنے ملک میں چند اصلاحات نافذ کر کے نام کمایا تھا' وہ اُس نے فروری 1974ء میں لاہور میں منعقدہ اسلامی سربراہی کانفرنس (او آئی سی) میں اسلامی اصول واحکام کے خلاف تقریر کر کے گنوادیا۔ ہر مسلمان نے اسلام کے بارے میں اُن کے خیالات کو ناپسندیدہ قرار دیا۔

عوامی تحریک کا آغاز

بومدین کی حکومت کے خلاف عوام کی احتجاجی تحریک کا آغاز 1976ء میں شہر بلیدہ میں سرکاری اداروں پر حملوں سے ہوا' جس کے نتیجے میں اسلامی جماعتوں کے چند نوجوان کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ ان میں استاد محفوظ نحناح بھی شامل تھے۔ وہ متیجاہ کی مسجد میں اپنے خطباتِ جمعہ اور جوشیلی تقاریر کی وجہ سے سیاسی ماحول کو گرم رکھتے تھے۔ انہی کی تحریک پر یونیورسٹی کے طلبہ میں سٹڈی سرکل بنائے گئے جو بہت مقبول ہوئے۔ سٹڈی سرکل میں طلبہ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر اور بحث مباحثہ کرتے تھے۔ مختلف قومی بین الاقوامی اور معاشرتی مسائل کے

> **نئے حکمرانوں کو الجزائری عوام میں اسلام کی طاقت واثر آفرینی کا علم تھا' اس لیے وہ کوشش کرتے تھے کہ ایک طرف عوام کے سامنے اسلام کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالیں' اور دوسری طرف رفتہ رفتہ عوام سے علماء کا اثر اور رابطہ ختم کر دیا جائے**

حل کے لیے اسلامی تعلیمات سے ہدایات لینا بھی ان فکری حلقوں کا ایک اہم مقصد تھا۔ ایک مذاکرے میں اس امر پر غور کیا گیا کہ تعلیمی اداروں میں اشتراکی اور فرانسیسی نظریات کا مقابلہ کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ اِن کوششوں کے نتیجے میں کسی الجزائری تعلیمی ادارے میں پہلی مسجد 1968ء میں تعمیر کی گئی' جس کے بعد یہ رواج بن گیا اور یونیورسٹیوں میں مسجدیں بننے لگیں۔ الجزائر کی یورپی بستیوں میں مساجد کی تعمیر کے لیے باقاعدہ فنڈز قائم کیے جاتے اور اُن کو پورا کرنے کے لیے چندہ مہم چلائی جاتی۔ لیکن جس روز مسجد کا افتتاح ہوتا' محکمہ اوقاف والے آ کر اُسے اپنی تحویل میں لے لیتے۔ سرکاری پیش امام' سرکاری خطیب اور سرکاری مؤذن کا تقرر ہوتا اور لازمی قرار دے دیا جاتا کہ جمعۃ المبارک کو سرکاری خطبہ ہی پڑھا جاسکتا ہے۔ جو خطبہ حکومت فراہم کرتی' اُس میں انقلاب الجزائر کے اشتراکی نظریے کی تشریح کی جاتی اور اس پر عمل درآمد کی تلقین کی جاتی اور عوام کو تنبیہ کی جاتی کہ عمل نہ کرنے کی صورت میں سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ مساجد پر سرکاری کنٹرول کے مسئلے پر عوام سے کئی بار تنازعے ہوئے اور ہوتے رہے اور یوں حکومت کے خلاف باغیانہ جذبات پروان چڑھتے رہے۔ عوام اظہار رائے کی آزادی مانگتے' جبکہ حکومت کسی بھی مسجد کو عوام کے لیے ''کھلا'' چھوڑنے پر تیار نہ تھی۔ بالآخر صدر بن بیلا نے خطیبوں کو اجازت دے دی کہ وہ اسلامی تعلیمات پر خطبہ دے سکتے ہیں' لیکن اس میں حکومت کے خلاف نکتہ چینی نہیں ہونی چاہیے۔

1981ء میں ایک مسجد میں خطیب کو سرکاری طور پر خطبۂ جمعہ کے دوران سختی سے روک دیا گیا' کیونکہ وہ خطبے میں حکومت پر تنقید کر رہا تھا۔ اس پر زبردست ہنگامہ ہوا۔ پولیس نے مسجد کے اندر گھس کر فائرنگ کر دی' جس سے چند افراد شہید اور بے شمار زخمی ہوئے۔ 1982ء میں دارالحکومت میں زبردست عوامی مظاہرہ ہوا۔ اس مظاہرے کا مقصد یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی طرف سے مسجد کو سیل کرنے' 22 طلبہ کو گرفتار کرانے اور اسلام کے خلاف کارروائیاں کرنے پر احتجاج کرنا تھا۔ ان طلبہ کو 1985ء تک جیل میں رکھا گیا۔ تشدد اور مار پیٹ کے ذریعے انہیں اقبالِ جرم پر مجبور کیا جاتا رہا۔ اُن کا جرم یہ تھا کہ یہ طلبہ کو پانچ وقت نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ عدلیہ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ یونیورسٹی میں قرآن کی تلاوت کرنا اور نماز کی تلقین کرنا سزا کے لیے کافی جرم نہیں ہے۔

شہر عاشور میں 1982ء میں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا' جب پولیس نے ایک خطیب کو تقریر کرنے سے روک دیا۔ لوگوں نے پولیس کا اسلحہ چوری کرلیا اور اطلس کی پہاڑیوں میں رُوپوش ہوگئے۔ انہوں نے 1987ء تک اپنی مزاحمت جاری رکھی اور پولیس کا مقابلہ کیا' لیکن بدقسمتی سے اِس سال اُن کا لیڈر مارا گیا۔ اُن کی مزاحمتی تحریک کو مغربی ذرائع ابلاغ دیدہ دانستہ نظرانداز کرتے تھے۔ ادھر حکومت مسلسل ایسے علماء کی تلاش میں رہتی تھی جن کو خریدا جاسکتا' اور جن کو محکمہ اوقاف میں ملازمت دے کر مسجدوں پر مامور کیا جاسکتا' جہاں حکومت پر تنقید کو گناہ قرار دیا جاتا۔ حکومت کے ایک اور اقدام نے بھی لوگوں کو متنفر کر دیا۔ وہ یہ کہ سادہ کپڑوں میں سرکاری اہل کار مسجدوں میں جا کر یہ نوٹ کرتے کہ کون کون شخص پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ لوگوں میں یہ احساس شدت سے جڑ پکڑ رہا تھا کہ وہ اب بھی غیرملکی استعمار کے عہد میں زندگی بسر کر رہے ہیں' وہ فرانس کے غلام ہیں اور اُن کی حکمرانی کی جا رہی ہے۔ ایسے اقدامات کے باعث رجوع الی الاسلام کی تحریک مزید تیز ہوگئی۔ احیائے اسلام کی تحریکوں اور تنظیموں نے دانستہ طور پر لٹریچر شائع کرنے سے اجتناب کیا' کیونکہ حکومت کے لیے ان پر گرفت کرنا آسان ہو جاتا تھا۔ وہ سینہ بہ سینہ زبانی تعلیم وتلقین پر خاص زور دیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں مسلسل خطرہ رہتا تھا کہ اُن کی کتابیں' رسائل' پمفلٹ اور دوسرا تحریری مطبوعہ مواد ضبط کرلیا جائے گا اور انہیں پابندِ سلاسل کر دیا جائے گا' جس سے اُن کی اسلامی تحریک اور سرگرمیوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔ یہ لوگ امام ابن تیمیہ کے نظریات کے زیادہ قریب تھے۔ (جاری ہے)

پاکستان: گردہ فروشی کا بڑا بازار

جناب عرفان حسین کے انگریزی روزنامہ ڈان میں شائع ہونے والے مضمون Great Kidney Bazar کا ترجمہ

ترجمہ: مشال شیخ

ہم حکومت کی ہدایات اور پروگرام کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے اپنے ملک پاکستان کے مختلف قابلِ دید مقامات کا ایک ایسا خوبصورت نقشہ پیش کرتے ہیں جو اُن کی دلچسپی کا باعث ہو' تاکہ وہ اپنے فرصت کے اوقات میں اِس جنت نظیر ملک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے کھچے چلے آئیں۔ اور غیر ممالک میں پاکستان کی جان پہچان ''سیاحوں کی منزل'' کی صورت اختیار کر لے۔ لیکن اگر موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں ایک تشویش ناک نقشہ دکھائی دیتا ہے۔ ایسے غیر ملکی افراد جو اپنے فرسودہ اور بے کار گردوں کی وجہ سے بیمار ہیں' وہ ہمارے ملک میں یقیناً بڑی تعداد میں آتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس گردہ فروشی کے مرکز میں صحت مند گردے ہر وقت دستیاب ہیں۔ اِن حالات پر کچھ غور کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ''گردوں کی تبدیلی' پاکستان میں آئندہ سالوں میں ایک طویل مدت کے لئے ایک صنعت کی صورت اختیار کر لے گی۔

گزشتہ برس تقریباً دو ہزار آپریشنز کئے گئے۔ غیر ملکیوں نے ایک گردے کی قیمت 15000 ڈالرز لگائی۔ (یہ قم تقریباً 9 لاکھ روپے کے برابر ہے۔) اِس رقم میں سے تنگ دست گردہ فروشوں نے زیادہ سے زیادہ صرف 1500 ڈالرز (90,000 روپیہ سے 100000 روپیہ تک) فی کس حاصل کیا۔ رقم کا باقی 800,000 روپیہ سیاہ کار ہسپتالوں اور لالچی ڈاکٹروں نے ہضم کر لیا۔ چنانچہ ہر سال تقریباً بیس ارب روپے اِن کاروباری آپریشنز پر صرف ہوتے ہیں۔ زندگی' موت اور بے رحمی کا یہ خوفناک کھیل جاری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھوکے ننگے اِن مجبور گردہ فروشوں کو شکار کرنے والے اور اِن سے سودا کرنے والے' مالدار سوداگر' لالچی ڈاکٹر اور غیر قانونی منصوبہ بندی کرنے والے ہسپتال ہی اِس بھیانک منظر کے کردار ہیں۔ کچھ پس ماندہ علاقوں میں تو غربت کے عذاب سے مجبور ہو کر یہ ''ایذا رسانی'' چھوت کی بیماری کی طرح پھیل رہی ہے۔

گارڈین اخبار کی خبر کے مطابق شمالی پنجاب کے گاؤں سلطان پورہ میں نوجوان لڑکوں کی اکثریت نے اپنا ایک ایک گردہ فروخت کر دیا ہے۔ سلطان پورہ کی طرح درجنوں ایسے پس ماندہ گاؤں ہیں جہاں ''گردہ بیچو دولت کماؤ'' کی تجارت پھوٹ رہی ہے اور چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ روٹی کے محتاج انسان جن کے گردوں سے یہ ناپاک تجارت فروغ پا رہی ہے' اِس بدقسمت سرزمین میں آسانی سے جال کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اِس مظلوم رعایا کی حفاظت اور بہبود کے لئے مناسب قانون کا فقدان ہے۔

برسوں سے ڈاکٹر ادیب الحسن رضوی جو صوبہ سندھ میں یورولوجی (Urology) اور انسانی اعضاء کی تبدیلی کے محکمہ کے سربراہ ہیں' تبدیلیٔ اعضا کے لئے ایک قانونی ڈھانچے کو ترتیب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک عرصہ سے وہ مختلف اسمبلیوں کے ممبران کو رضامند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ تبدیلیٔ اعضاء کے لئے ایک قانون بنا دیا جائے جس کے پرعمل درآمد ہو سکے۔ مگر اُن کی کوشش بے سود رہی۔ اِس لئے کہ یہ کاروبار ایک بہت بڑی آمدن کا ذریعہ ہے۔

> سلطان پورہ کی طرح درجنوں ایسے پسماندہ گاؤں ہیں جہاں سے گردہ فروشی کی تجارت پھوٹ رہی ہے۔ روٹی کے محتاج ان انسانوں کے لئے' جن کے گردوں سے یہ ناپاک تجارت فروغ پا رہی ہے اِس ملک میں کوئی قانون موجود نہیں۔ ہندوستان میں دس سال قبل اعضا فروشی پر پابندی عائد کر دی گئی تھی

کچھ لوگ تنقید کرتے ہیں کہ خاندان کی رضامندی یا اجازت کے باوجود مردہ انسانوں کے جسم سے اعضاء نکالنا ایک غیر اسلامی فعل ہے۔ اب تک 9 (نو) مسلم ممالک جن میں سعودی عرب اور ایران بھی شامل ہیں اِن ممالک میں قانون نافذ کئے گئے ہیں جن کے مطابق اعضاء کی خرید و فروخت پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ البتہ تبدیلیٔ اعضاء کی صرف اس صورت میں اجازت دی گئی ہے کہ عضو دیا جائے اور کوئی رقم وصول نہ کی جائے۔ اس قسم کا قانون کم از کم سلطان پورہ گاؤں کے رکشہ ڈرائیور نذر محمد جیسے انسانوں کی تو حفاظت کا سامان مہیا کر سکتا ہے۔ نذر محمد نے CNN سے گفتگو کرتے ہوئے انکشاف کیا: ''کوئی شخص کھیل تماشے کے لئے تو یہ کام نہیں کرتا۔ ہم سب لوگوں نے گردہ فروخت کیا ہے تاکہ قرضوں کی دلدل سے اور زمینداروں کی زندگی بھر کی غلامی سے نجات پائیں۔ یہاں پر کوئی چیز بھی نہیں ہے' حتیٰ کہ پانی بھی نہیں ہے۔ زمیندار ہم سے بے رحمی سے پیش آتے ہیں۔'' اُس نے یہ بھی بتایا کہ ان کے رشتہ داروں میں سے تقریباً بیس سے زائد افراد نے جن میں مرد اور عورتیں شامل ہیں' اپنے گردے فروخت کر دیے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ گردہ فروشی گردہ فروش کی صحت اور تندرستی پر مضر اثرات ڈالے گی' آپ تبدیلیٔ اعضاء کے لئے ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ جائیں گے۔ اس غیر انسانی کاروبار سے صاحبِ حیثیت اور دولت مند افراد جو گردے کے مریض ہیں' گردہ تبدیل کروا کے ضرور تندرست و توانا ہو جائیں گے لیکن تنگ دست اور مجبور گردہ فروشوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ہندوستان میں ایک تحقیق کے مطابق تقریباً 86 فیصد گردہ فروشوں کی صحت آپریشن کے بعد بری طرح گر گئی۔ اِس لئے دس برس قبل ہندوستان میں اعضاء فروشی پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ لیکن چونکہ پاکستان میں ایسا کوئی بھی قانون موجود نہیں ہے اِس لئے ہندوستان سے بھی تنگ دست افراد پاکستان میں آ کر گردہ فروخت کرتے ہیں۔ اور یوں گردہ فروشی کی تجارت پاکستان میں اپنے عروج پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ملک دنیا کے اُن چند ممالک میں سے ایک ہے جہاں تبدیلیٔ اعضاء کے لئے کوئی قانون موجود نہیں' جو زندگی اور موت کے اس عمل کو ہر طرح کی بے قاعدگی سے محفوظ رکھ سکے۔

انصاف کا دامن پکڑتے ہوئے ہمارے ملک میں وزارتِ صحت نے اِس کاروبار پر پابندی عائد کرنے کے لئے ایک قانون کی ضرورت کو محسوس کیا۔ گزشتہ برس کابینہ کو غور کرنے کے لئے اِس معاملے سے متعلق ایک سمری پیش کی گئی۔ جس میں بتایا گیا کہ اس کاروبار میں ایسے ڈاکٹر جو لاکھوں روپیہ کماتے ہیں کوئی قانون نہیں بننے دیتے جو اِن کی عیش و عشرت میں رُکاوٹ کا سبب بنے۔ اور یوں غریب لوگوں کی مجبوری سے گردہ فروشی بڑھتی جا رہی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک سے گردے کے مریض پاکستان آتے ہیں' تاکہ وہ لوکل کڈنی سینٹرز (Local Kidney Centres) سے گردے خرید سکیں۔ ایک سال گزر چکا ہے' بہت سے اقدام کئے گئے ہیں لیکن اب تک اسمبلی میں بل منظور نہ ہو سکا۔ رفتہ رفتہ یہ موضوع مدھم پڑ گیا۔

1981ء کے بعد طبی اخلاقیات پر مبنی' اسلامی نظریات کے مطابق ایک تجویز پیش کی گئی۔ جس میں یہ واضح کیا گیا کہ خون کا عطیہ یا گردوں کے بے کار ہونے کی صورت میں گردوں کی تبدیلی ایک نیکی کا کام ہے' یہ ایک فرض کفایہ ہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو غربت کے ہاتھوں تنگ آئے ہوئے مجبور افراد معاشرے کی طرف سے پوری کرتے ہیں اور اگر زندہ افراد اپنے اعضاء کو خیرات کے طور پر دینے کے متعلق حتمی فیصلہ کر سکتے ہیں تو میت کو بھی یہی اعزاز حاصل ہونا

چاہیے' حقیقت میں یہی خیرات کرنے کا سچا جذبہ ہے۔

تہذیب اور شائستگی پر مبنی ایسی صاف گوئی' اسلامی نظریات کی ایسی صحیح ترجمانی' ہمارے سیاست دانوں کے ذہن میں کسی قسم کا شک یا ابہام پیدا نہیں کرسکتی۔ لیکن پھر بھی قانون سازی کا عمل اب تک نہ ہوسکا۔ اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری سیاست اسلامی اعتقاد کی قائل نہیں' صرف دنیاوی دولت کا لالچ باقی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا ملک ''گردہ بازار'' کے نام سے مشہور ہوچکا ہے۔

اِس سودا بازی اور گردوں کے قابل اعتراض آپریشنز کے نتیجے میں ہی لالچی ڈاکٹرز عیش و عشرت کرتے ہیں اور پرتعیش زندگی گزارتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے اعمال کی پردہ پوشی کرتے ہیں اور مظلوم عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔ وہ یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ وہ تو محض انسانیت کی خاطر لوگوں کی جانیں بچا رہے ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی ساتھ غریب اور تنگ دست گردہ فروشوں کے لئے پیشہ کمانے کی ایک صورت پیدا کرتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں گویا وہ کوئی نیک اور پارسا صوفی بزرگ ہیں اور محض نیک دلی اور انسان دوستی کے جذبے سے یہ آپریشنز کررہے ہیں۔

اس تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ہسپتال کے لالچی ڈاکٹرز ایسے آپریشنز کے تقریباً 15000 ڈالرز طلب کرتے ہیں جس میں سے گردہ فروشوں کو صرف دسواں حصہ ملتا ہے۔ باقی ساری رقم ہیرا پھیری کرنے والے ڈاکٹرز اور ہسپتال غائب کرجاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس پیشے میں شامل ہیں' اس حقیقت سے مکمل طور پر آگاہ ہیں کہ اگر حکومت نے زندہ انسانوں سے یا میت سے تبدیلی کے لئے اعضاء خیرات کرنے کا حکم نافذ کردیا اور ساتھ ہی پیسے کے عوض ان کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کردی تو ان کے اس انتہائی سودمند کاروبار کو کیسا دھچکا پہنچے گا۔ اِس لئے وہ ہر ممکن شیطانی حربہ استعمال کرگزرتے ہیں تاکہ ایسی قانون سازی کامیاب نہ ہوسکے۔

پس پردہ کچھ ایسی کوشش کی جاتی ہے اور ہزاروں تنگ دست پاکستانیوں کو سبز باغ دکھائے جاتے ہیں اور اُن کو اعضاء فروشی پر آمادہ کیا جاتا ہے تاکہ مالدار غیر ملکی مریض ایک نئی زندگی حاصل کرسکیں اور اچھی بری منصوبہ سازی کرنے والے سرجن بھی دولت کا انبار جمع کرلیں۔ موجودہ حالات میں صرف صاحب حیثیت دولت مند لوگ ہی اس آپریشن کروانے کی استطاعت رکھتے ہیں' مفلس اور تنگ دست مریض تو چپ چاپ مرجاتے ہیں۔

اس وقت سخت ضرورت ہے کہ ہم مفلس' مایوس اور جاں بلب مریضوں کی حفاظت کا انتظام کریں اور اُن کو گِدھوں کے حملے سے محفوظ رکھیں۔ اگر غیر ملکی لوگ سیاحت کے لئے ہمارے ساحلوں کی سیر کو آئیں تو ہم انہیں ضرور خوش آمدید کہیں گے۔ لیکن یہ بات ہمیں گوارہ نہیں کہ وہ ہمارے غریب عوام کے اجسام سے ان کے اعضاء کی چیر پھاڑ کے لئے اِس زمین پر قدم رکھیں۔

اک دیا اور بُجھا

مرکزی انجمن خدام القرآن کے سابق ناظم اعلیٰ اور تنظیم اسلامی کراچی کے سابق امیر

سراج الحق سید کی رحلت

آپ شریعت کے پابند' نظم و ضبط کے خوگر اور صبر و استقامت کی بہترین مثال تھے۔

سردار اعوان

سراج الحق سید کراچی میں طویل علالت کے بعد 26 جنوری 2007ء' لگ بھگ نصف شب' 81 سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ کرگئے اور 27 جنوری کو یخی حسن کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب نے پڑھائی' جو تنظیمی امور کے سلسلہ میں پہلے سے کراچی میں تھے۔ سید صاحب کا ابتدائی تعلق صوبہ سرحد کے قصبہ شیدو ضلع نوشہرہ سے تھا لیکن ان کے والدین بہت عرصہ سے جے پور' راجستھان میں مقیم تھے جہاں سے قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کرکے کراچی آگئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ وہ ایک معروف غیر ملکی کمپنی IBM میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے جہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد تنظیم اسلامی میں شامل ہوکر دین کی خدمت میں لگ گئے اور اپنی جان اور مال اس مقدس کام کے لیے وقف کردیا اور پرتعیش زندگی چھوڑ کر اسی کو اوڑھنا بچھونا بنالیا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی خواہش پر 1990ء میں کراچی سے لاہور منتقل ہوئے' جہاں اپریل 96ء تک بطور ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن خدمات انجام دیں لیکن اس کے بعد صحت کی خرابی کی بنا پر واپس کراچی منتقل ہوگئے۔ سید صاحب نظم کے معاملہ میں کسی کے ساتھ رو رعایت کے قائل نہ تھے۔ جس کام کا ایک دفعہ فیصلہ کرلیتے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی برداشت نہ کرتے۔ عام زندگی میں بھی وہ بہت کم گو اور خلوت پسند تھے۔ انہیں زیادہ میل جول پسند نہیں تھا' لیکن دل کے سخت نہیں تھے' بلکہ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے۔ وہ ایک بہت ہی نفیس طبع اور باذوق شخص تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے بقول وہ دوسرے سرسید تھے' دیکھنے میں بھی بھاری بھرکم شخصیت کے مالک تھے اور اپنے مقصد کی لگن میں بھی' اپنی دھن کے پکے۔ تنظیم میں آئے تو اپنا سب کچھ اسی کے لیے وقف کردیا۔ شرعی احکامات کی سختی سے پابندی کرتے۔ سید صاحب صبر اور استقامت کے پہاڑ تھے۔ ان کی صحت زیادہ اچھی نہ تھی۔ ایک بڑا مسئلہ جسمانی بوجھ تھا جس کے سبب معمول کے کام انجام دینے میں بھی انہیں دشواری پیش آتی تھی۔ گزشتہ تین چار سال سے کم و بیش معذوری کی زندگی گزار رہے تھے لیکن مجال ہے جو کبھی معمولی سا حرف شکایت زبان پر لائے ہوں' ہمیشہ سکون اور اطمینان سے بات کرتے' جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے ساری ذمہ داری آخری وقت تک تنہا ان کی اہلیہ نے ادا کی' جو ایک مثال ہے' البتہ ہمارے تنظیم اسلامی کے ایک دیرینہ رفیق طارق امین صاحب بھی اچھی حد تک مسلسل ان کی خدمت کرتے رہے۔

سید صاحب جب تک لاہور میں رہے ہمیں دعوتوں اور تحفوں سے نوازتے رہے۔ ان کی دعوتیں اور تحفے دونوں بڑے پرتکلف اور ان کے شایانِ شان ہوتے' لیکن حد یہ تھی کہ واپس کراچی جانے کے بعد بھی تحفے تحائف دینا نہ بھولے جبکہ وہ خود شدید علیل تھے۔ وہ اپنی مثال آپ تھے' اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔

میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن

تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجئے

بستیاں الٹنے والی ہیں؟

محمد اسمٰعیل ریحان

کیا آپ اس دن کا تصور کر سکتے ہیں جب پاکستان میں ہم جنس پرستی کو قانونی سرپرستی حاصل ہو...... شاید نہیں...... مگر مجھے لگتا ہے بہت جلد وہ دن آ جائے گا......

میں پیشین گوئی کرنے کا عادی ہوں نہ اس کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ مگر میں جو دعویٰ کر رہا ہوں اس کے دلائل اتنے ہی واضح ہیں جتنے شدید بارش سے پہلے فضا کو ڈھانک لینے والی سیاہ گھٹائیں' یا آسمانی بجلی گرنے سے پہلے فضا کو دہلا دینے والی کڑک۔ اسی قسم کی دل دہلا دینے والی آوازیں جگر کو خون کر دینے والے مناظر کے ساتھ 10 جنوری کو ایک نجی ٹی وی چینل کے پروگرام Talking Divas پر نشر کی گئیں۔

پروگرام میں انسان کے جامے میں ملبوس دو شیطانوں کو ایک ایسے موضوع پر کھلی گفتگو کے لیے مدعو کیا گیا تھا' جس کے بارے میں کچھ کہنا شرافت اور تہذیب سے بہت دور سمجھا جاتا ہے۔ یہ موضوع ''ہم جنس پرستی'' تھا۔

مہمان مرد عدنان علی اور مہمان خاتون تمثیلہ توقیر اپنی گفتگو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ہم جنس پرستی ایک درست فطری اور صحت مندانہ کام ہے...... وہ اس مکروہ دعوے کے اثبات میں فلسفے' انسانی نفسیات اور تاریخ اقوام عالم سے خود ساختہ دلائل پیش کر رہے تھے۔ ان کی بیہودہ گفتگو کا حاصل یہ تھا کہ ہم جنس پرستی کا عمل قدیم زمانے سے ہوتا آ رہا ہے۔ یہ ایک تاریخی اور عالمی عمل ہے جو ہر زمانے میں' دنیا بھر میں رائج رہا ہے۔ یہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وہ فطری طور پر محبت کا پیاسا ہے اور ہم جنس پرست افراد اس محبت کی تکمیل کرتے ہیں۔

ان تنگِ انسانیت نام نہاد دانشوروں کا کہنا تھا کہ آج معاشرے کے ماہرینِ علوم و فنون کو اس موضوع پر کھل کر بات کرنی چاہیے اور اسے ایک عام مروجہ رویے کے طور پر قبول کر لینا چاہیے۔

اس رکیک بحث کے دوران جب یہ سوال سامنے آیا کہ ''کیا دو ہم جنس مرد یا دو ہم جنس عورتیں بچوں کے بغیر اپنا گھر بسا سکتے ہیں'' تو شیطان کے ان ایجنٹوں کا جواب یہ تھا کہ ہم جنس جوڑا لاوارث بچوں کو گود لے کر اپنی فیملی مکمل کر سکتا ہے۔ انہوں نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پاکستانی قوم کو یہ پیغام دیا کہ ہمیں اسپورٹس' شوبز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو عوامی مقبولیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ہم جنس پرستی کا شغل بھی اپنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تجویز دی کہ ہمیں ان افراد کو ''رول ماڈل'' بنا کر قوم کے سامنے پیش کرنا چاہیے تاکہ ان لوگوں کی جھجک دور ہو جو یہ کام معاشرے کی نظروں سے چھپ کر کرتے ہیں اور شرمندہ زندگی گزارتے ہیں۔

یہ پروگرام جو مباحثے کے نام سے پیش کیا جا رہا تھا حقیقتاً مباحثہ نہیں تھا بلکہ بات یک طرفہ ہو رہی تھی۔ کمپیئرز خواتین بھی اس موقف کی حامی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ پروگرام کے دوران خود ایک کمپیئر عورت نے ہم جنس پرستی کے حق میں دلیل دیتے ہوئے کہا کہ یہ فعل حیوانات خاص طور پر بندروں کی فطرت میں شامل ہے اور چونکہ انسان بھی بندروں کی اولاد ہے' لہٰذا ہم جنس پرستی انسانی طبیعت کا فطری خاصہ ہے۔

> اے اہل وطن! کچھ بعید نہیں ہے کہ ہماری مجرمانہ خاموشی پر کل ہم جنس پرستی کا بل منظور ہو جائے۔ اور اس اجتماعی بغاوت کی وجہ سے کسی دن صبح کے خاموش اندھیرے میں آسمان سے پتھر برس پڑیں اور زمین سینہ کوبی پر اتر آئے

پروگرام کے دوران تمثیلہ توقیر (اللہ تعالیٰ اسے بے توقیر کرے) نے ''عشق'' نامی ایک کتاب ناظرین کے سامنے کی پیش کی جس میں بچوں کے لیے ''لڑکوں کی ہم جنس پرستی'' اور لڑکیوں کی ہم جنس پرستی' پر معلومات فراہم کی گئی تھیں۔

اس سے آگے جو بات کی گئی ہے میں وہ یہاں نقل کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ کاش میں یہ شرمناک ترین باتیں جاننے سے پہلے مر گیا ہوتا' مگر معلوم نہیں ابھی اس دنیا میں کیا کچھ دیکھنا اور کیا کچھ سننا باقی ہے۔

ان ننگ انسانیت لوگوں کو ذرا بھی شرم نہیں آئی کہ جن نفوسِ قدسیہ کی خاکِ پا کے صدقے ان کے چہرے مسخ ہونے سے بچے ہوئے ہیں' یہ ان ہی کے ذہن اطہر پر اپنی غلاظت لیپنے کی کوشش کر رہے ہیں' جن کی دعاؤں نے انہیں اللہ کے عمومی قہر سے بچایا ہوا ہے' یہ اپنی ناپاک ہوس کے لیے انہی کی شخصیات کو داغدار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تُف ہے ایسی بے حیائی پر اور افسوس ہے اس پروگرام کے کمپیئروں' ڈائریکٹروں اور پروڈیوسروں پر جو ایسا غلیظ اور واہیات پروگرام پیش کرتے ہوئے ذرا نہیں شرمائے۔ اور تینوں کمپیئروں میں سے کسی ایک کو بھی اتنی غیرت نہ آئی کہ کم از کم اتنی واہیات گفتگو میں مقدس ترین شخصیات کا حوالہ دینے پر تڑپ اٹھتی۔ پروگرام کے ڈائریکٹر اور پروڈیوسر کی ایمانی رمق یقیناً مر گئی تھی' تبھی اس نے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ ایسا گھناؤنا کھیل کھیلا۔

یاد ش بخیر' یہ وہ چینل ہے جس کے کرتا دھرتا کچھ عرصے پہلے ایک سلسلہ وار پروگرام میں قیامت کی نشانیاں گنوا کر پورے ملک میں اپنی ''اسلامی معلومات'' کی دھوم مچا چکے ہیں۔ مگر اس پروگرام نے ثابت کر دیا کہ ''اسلامی معلومات'' کے کئی شمارے پشت پر لاد کر بھی وہ ایمانی احساس نامی کسی چیز سے بالکل محروم ہیں۔ ورنہ ایسا غلیظ پروگرام ان کے چینل پر نہ آتا' اور بالفرض اگر ان کی لاعلمی میں ایسا ہوا ہے تو اس کے فوراً بعد ان کی طرف سے اتنی ہی شدت کے ساتھ قوم سے معافی مانگی جاتی' کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے نادانستہ گناہِ عظیم پر توبہ کر کے اس شیطانی موقف کی تردید کی جاتی۔ مگر کیا ایسا کچھ ہوا؟

10 جنوری سے آج تین ہفتے گزرنے کو ہیں۔ اب تک حکومت کے کسی اہلکار' عوام کے کسی لیڈر' سیاستدان حتیٰ کہ مذہبی قیادت کی جانب سے بھی اس پر احتجاج دیکھا نہ سنا۔

کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ ہم مردہ ہو چکے ہیں' ہماری قومی غیرت بے ضمیری کی قبر میں دفن ہو گئی۔ آج اتنی بڑی جسارت اور بے حیائی کے اتنے کھلے مظاہرے کے بعد ہر طرف خاموشی دیکھ کر لگتا ہے کہ عوام و خواص گونگے' بہرے ہو چکے ہیں۔ وہ یقین کر چکے ہیں ملک تباہی کی طرف جا رہا تھا' جا رہا ہے اور جاتا رہے گا۔ یہاں جو کوئی بھی جو کچھ کر رہا ہے' اسے کرنے دو۔ کوئی معاشرے کو جتنا بگاڑ رہا ہے اسے بگاڑنے دو۔ کوئی لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہا ہے تو اسے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی عورتوں کے دوپٹے چھین کر انہیں سڑک پر دوڑانا چاہ رہا ہے تو یہ اس کا اور دوڑنے والی عورتوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ کوئی قوم لوط کے اُس خلاف فطرت عمل کی حمایت کرتا ہے کہ جس کی بنا پر اُس پر آسمان سے پتھر برس پڑے تھے تو یہ اس کا حق ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ اس کا حق ہے تو خدائے واحد و قہار کو بھی حق ہے کہ وہ ہمارا حشر قوم لوط کی بستیوں جیسا کرے۔ اے اہل وطن! سنبھلو کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک نجی ٹی وی چینل کے ذریعے حقوق نسواں کے نام پر فحاشی پھیلانے والے بل کی راہ ہموار کی اب اسی میڈیا کے ذریعے دنیا کی سب سے بڑی بے حیائی کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ بعید نہیں ہے کہ ہماری مجرمانہ خاموشی پر کل ہم جنس پرستی کا بل منظور ہو جائے۔ اور کوئی دور نہیں کہ اس اجتماعی بغاوت کی وجہ سے کسی دن صبح کے خاموش اندھیرے میں آسمان سے پتھر برس پڑیں اور زمین سینہ کوبی پر اتر آئے۔ ہاں! زمین تھرا رہی ہے۔ بستیاں الٹنے والی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

☆ ماں کی تعلیم کے اس کے بچے پر کیا اثرات ہوتے ہیں؟ ☆ کیا مسجد کی تعمیر کے لیے غیر مسلموں سے عطیات وصول کیے جاسکتے ہیں؟

☆ نماز کن چیزوں یا افعال سے ٹوٹ جاتی ہے؟

☆ کیا کوئی خاتون کسی فوج کی سربراہ یا مجاہدین کے کسی گروہ کی قائد ہوسکتی ہیں؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: نماز کے دوران اگر کسی کی نکسیر پھوٹ جائے اور خون بہنے لگے تو اسے نماز جاری رکھنی چاہیے یا نہیں؟ (نسیم احمد)

ج: امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' لہٰذا نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور دوبارہ ادا کرنی ہوگی جبکہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نکسیر پھوٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا' لہٰذا نمازی اپنی نماز کو جاری رکھے گا اور مکمل کرے گا۔ ابن رشد نے "بدایۃ المجتھد" میں لکھا ہے کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنھم کا بھی یہی موقف ہے۔

س: نماز کن کن چیزوں یا افعال سے ٹوٹ جاتی ہے؟ (رحیم الدین)

ج: مبطلات صلاۃ درج ذیل ہیں:

(i) عمل کثیر' فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی عمل نماز کے منافی ہو اور نماز میں بار بار کیا جائے تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(ii) نماز کے کسی رکن (فرض) یا شرط کو ترک کر دینا۔ اگر نماز کی کوئی شرط یا رکن رہ جائے تو اس سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(iii) جان بوجھ کر کلام کرنا: فقہاء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز میں کوئی کلام کرے گا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھولے سے کوئی نماز میں کلام کرے' مثلاً کسی کے سلام کا جواب دے دے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایسے شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھول کر گفتگو کرنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(iv) جان بوجھ کر کھانا پینا: اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ نماز میں جان بوجھ کر کھانے پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(v) فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

س: اگر نماز با جماعت میں بچوں کو بڑوں کی صف میں ان کے ساتھ ہی کھڑے ہونے کی اجازت دے دی جائے تو کیا یہ درست ہے؟ (کرم دین)

ج: سنت طریقہ یہی ہے کہ بچوں کی صف علیحدہ ہو اور مردوں کی صفوں کے پیچھے ہو' لیکن اگر کوئی بچہ مردوں کی صف کے درمیان بھی کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے۔

س: کیا ناجائز دولت سے حاصل ہونے والا چندہ مسجد کی تعمیر میں استعمال ہوسکتا ہے۔ کیا مسجد کی تعمیر کے لیے غیر مسلموں سے عطیات وصول کیے جاسکتے ہیں؟ (اشفاق احمد)

ج: مساجد کی تعمیر میں حرام کی کمائی لگانا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی غیر مسلم کے پاس حلال کی کمائی ہو تو اس کو مسجد پر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قریش مکہ نے بھی زمانہ جاہلیت میں بیت اللہ کو اپنی جائز کمائی سے تعمیر کیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس تعمیر کو برقرار رکھا۔

(واللہ اعلم بالصواب)

س: ماں کی تعلیم کے اس کے بچے پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔ کیا اس بارے میں اسلام کی تعلیمات میں کوئی حوالہ موجود ہے؟ (محمد نصیر)

ج: ماں ہی بچے کی تعلیم و تربیت کا پہلا مرکز ہے۔ ماں ہی نہیں' بلکہ باپ کے بھی اپنی اولاد پر بہت اثرات ہوتے ہیں۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ: ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی' عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے دین توحید پر پیدا ہوتا ہے۔ اب اس کے والدین' گھر' محلے اور معاشرے کا ماحول ہے جو اس کو اپنی فطرت پر باقی رہنے یا اس سے منحرف ہونے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ گویا انسانی شخصیت پر ان تمام خارجی عوامل میں سب سے بڑا ہاتھ ماں کی شخصیت اور تربیت کا ہوتا ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جیسی مائیں ہوتی ہیں' اولاد بھی ویسی ہی ہوتی ہے۔

س: اکیسویں صدی کے بدلتے حالات میں کسی مسلمان خاتون کو کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیے؟ (ارشاد احمد)

ج: مسلمان خاتون کو چاہیے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریاں پوری کرے' اپنے خاوند کی اطاعت کرے' بچوں کی اچھی تربیت کر کے انہیں ایک اچھا مسلمان بنائے' اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گھر کی چار دیواری میں گزارے' ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

س: کیا کوئی خاتون کسی فوج کی سربراہ یا مجاہدین کے کسی گروہ کی قائد ہوسکتی ہیں؟ (خلیق احمد)

ج: نہیں' ہمارے نزدیک عمومی حالات میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عورت کی اس فطرت کے خلاف ہے کہ جس پر اللہ نے اُسے پیدا کیا ہے۔

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I'II'III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

نیو ملتان میں ہونے والی امراء و نقباء کی تربیت گاہ کی رپورٹ

مرکز کے طے شدہ پروگرام کے مطابق جامع مسجد الہدیٰ میں 12 تا 14 جنوری 2007ء کو امراء ونقباء کی تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ تربیت گاہ کے جملہ انتظامات تنظیم اسلامی نیو ملتان کے امیر محمد عطاءاللہ خان نے کیے۔

یہ تربیت گاہ جمعۃ المبارک کے دن نمازِ عصر سے اتوار کے دن نمازِ ظہر تک جاری رہی۔ تربیت گاہ میں مرکز تنظیم اسلامی سے امیر تنظیم حافظ عاکف سعید' ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی' ناظم تربیت شاہد اسلم اور ڈاکٹر عبدالسمیع تشریف لائے۔ یہ تربیت گاہ مجموعی طور پر بہت فائدہ مند رہی۔ اس میں ملتان سے 13' وہاڑی سے 4 اور بہاولنگر سے 11 امراء ونقباء شریک ہوئے۔ شرکاء کی کل تعداد 28 رہی۔

تربیت گاہ میں رفقاء کا تعارف' اسرہ کا بنیادی تصور اور نقیب اسرہ کا اپنے رفقاء سے تعلق نیز تنظیمی ڈھانچہ میں اُسرہ کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ ناظم اعلیٰ کے لیکچرز بہت عمدہ تھے۔ جن سے نقباء وامراء کے اندر ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا ہوا۔ اسی طرح ڈاکٹر عبدالسمیع کا لیکچر ''معاملات'' کے موضوع پر تھا' جو بہت پسند کیا گیا۔ آخری دن امیر تنظیم کے دو لیکچرز ہوئے۔ محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے قرآنی آیات کے حوالہ سے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ مثالوں کے ذریعے ایک تحریک کے امیر کے کارکنوں کے ساتھ طرزِ عمل اور رویے کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ امیر یا نقیب کو اپنے لئے عزیمت اور رفقاء کے لئے رخصت کے پہلو کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اپنے دل میں رفقاء کے لئے نرم گوشہ رکھنا چاہیے۔ اُسے ان کے ساتھ ہمدردی ہو۔ ان کی خطاؤں پر اللہ سے ان کے لئے استغفار کرے' اور ان کے لئے دعا کرے' تاکہ وہ دین کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں اور خلوص و اخلاص کے ساتھ تحریک کے ساتھ جڑے رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو فرما دیا کہ اگر آپ ان کے لئے سخت خو اور سخت دل ہوتے تو یہ ہرگز آپ کے گرد اکٹھے نہ ہوتے۔ لہٰذا امیر یا نقیب کو چاہیے کہ اپنے رفقاء کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ ان کے ساتھ ایسا اندازِ گفتگو اپنائے جس میں جواب طلبی' ڈانٹ اور سرزنش کا رنگ غالب ہو۔ (مرتب: شوکت حسین)

سہ ماہی اجتماع پنجاب وسطی

تنظیم اسلامی رفقاء کی تربیت و تزکیہ کے لئے گاہے گاہے دعوتی پروگرام اور اجتماعات منعقد کرتی ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی پنجاب وسطی کا اجتماع تھا' جو 24 دسمبر بروز اتوار صبح گیارہ بجے لیہ میں چودھری صادق علی کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں لیہ کے رفقاء کے علاوہ ٹوبہ سے بھی رفقاء شریک ہوئے۔

یہ پروگرام صبح نو بجے' الہدیٰ لائبریری لنک روڈ لیہ میں ہوا۔ پروفیسر بشیر احمد نے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ چودھری صادق علی نے پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے امیر حلقہ محترم مختار حسین فاروقی کو حقیقتِ قربانی پر اظہار خیال کی دعوت دی۔ موصوف نے موضوع کی مناسبت سے اُسوۂ ابراہیمی کو اس دور میں زندہ کرنے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ ناظم مالیات پنجاب وسطی انجینئر عبداللہ اسمٰعیل نے تذکیر بالقرآن کے حوالے سے عظمت قرآن کو واضح کیا۔ مطالعہ حدیث نقیب اسرہ جاوید اقبال نے کرایا۔ الحمدللہ دونوں موضوعات سے عظمت قرآن وحدیث رفقاء واحباب پر واضح ہوئی۔ ''نفع اور نقصان اور مال و دولت کی اصل حقیقت'' کے حوالے سے چودھری محمد صادق نے سیر حاصل گفتگو کی' جسے رفقاء واحباب نے نہایت دلجمعی اور دلچسپی سے سنا۔ مسنون دعاؤں کی اہمیت کے عنوان پر حافظ اصغر علی کو دعوت دی گئی۔ آپ نے ذکر الٰہی کے حوالے سے مسنون دعاؤں کے ذریعے قرب الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کو واضح کیا۔ نمازِ ظہر اور کھانے کے بعد رفقاء واحباب نے مختصر آرام کیا۔

تین بجے سہ پہر' ''ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر امیر ٹوبہ پروفیسر خلیل الرحمٰن نے روشنی ڈالی اور رفقاء کو بیعت کے بعد ذمہ داریوں کی ادائیگی اور سستی کا علاج چستی سے کرنے کا مشورہ دیا۔ نمازِ عصر کے بعد امیر حلقہ مختار حسین فاروقی نے اختتامی کلمات بیان کیے۔ اس تربیتی پروگرام میں پچاس رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ لیہ تنظیم کا انتظام و انصرام واقعتاً قابلِ رشک تھا۔ اگر اسی طرح ہم مختلف علاقوں سے جمع ہو کر تربیتی نوعیت کے پروگرام منعقد کرتے رہیں' تو یہ امر دعوتی و تربیتی حوالے سے بہت مدد و معاون ثابت ہوگا۔ (رپورٹ: رانا صبغت اللہ)

اُسرہ سواڑی (بونیر) کی دعوتی سرگرمیاں

25,24 دسمبر کو حلقہ سرحد جنوبی کے زیر اہتمام پشاور میں رُفقاء کے لئے خصوصی اجتماع منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے نتیجے میں رفقاء میں نیا عزم اور ولولہ پیدا ہوا۔

11 جنوری نمازِ عصر کے بعد گاؤں ملا یوسف کی مسجد میں ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' پر گفتگو ہوئی۔ یہ پروگرام جو ایک نشست پر مبنی تھا' اذانِ مغرب تک جاری رہا۔ اس میں تیس افراد شریک ہوئے۔ نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد گاؤں باٹڈہ روانہ ہوئے۔ وہاں نمازِ عشاء کے بعد دعوتی نشست ہوئی۔ حبیب علی نے قرآن کے حقوق بیان کئے۔ اس کے بعد بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب ''عظمت قرآن'' کی ویڈیو دکھائی گئی۔ جس میں ناظرین نے انتہائی دلچسپی لی۔

اس پروگرام میں 25 افراد نے شرکت کی' جن میں زیادہ تر سکول اور کالج کے طلبہ تھے۔ ان پروگراموں کے لئے حبیب علی کو خصوصی طور پر سوات سے مدعو کیا گیا تھا۔

(رپورٹ: حاجی نواب)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے زیر اہتمام نصف روزہ دعوتی پروگرام

پروگرام کا آغاز سورۃ الشوریٰ کی تلاوت سے ہوا۔ محمد راشد نے بانیٔ تنظیم کی کتاب ''عزمِ تنظیم'' کا مطالعہ کرایا۔ اس کے بعد محترم خالد مختار نے شرعی پردے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں ستر وحجاب کے فرق کو واضح کیا۔ ملتزم رفیق جناب نواز سیال نے اذکار مسنونہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ عمران ملک نے حالات حاضرہ کے حوالے سے حقوق نسواں بل پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ اس کے بعد سورۃ العصر کے حوالے سے محمد احمد نے بہت موثر پیرائے میں گفتگو کی۔ بعد ازاں چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے دوران نئے ساتھیوں سے تعارف حاصل کیا گیا۔ وقفے کے بعد نثار احمد خان نے تجوید کے حوالے سے لحن جلی کو مثالوں کے ذریعے واضح کیا۔

پروگرام کے آخری مقرر جناب عمران حمید نے جماعت میں نظم کی اہمیت کو بیان کیا۔ انہوں نے نظم وضبط کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کہا کہ نظم کے بغیر ہجوم تو اکٹھا کیا جاسکتا ہے لیکن سمع و اطاعت کی خوگر انقلابی جماعت نہیں بنائی جاسکتی۔ نمازِ ظہر اور کھانے کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں پچاس سے زائد رفقاء نے شرکت کی۔ (رپورٹ: عبدالرحمٰن)

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام دو روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی گوجر خان کے تحت دو روزہ پروگرام جامع مسجد العابد میں منعقد ہوا۔ ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب خالد محمود عباسی نے دو روزہ پروگرام کے لئے اپنے حلقے کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر دیا ہے' جس کے مطابق گوجر خان' جہلم اور میر پور کو ایک گروپ میں رکھا گیا ہے۔ اس پروگرام میں گوجر خان' میر پور اور جہلم کے رفقاء نے شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز 5 جنوری بعد نمازِ عشاء مبتدی رفیق احمد بلال ایڈووکیٹ کے درسِ قرآن سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ العصر کی روشنی میں موجودہ حالات پر 50 منٹ تک مفصل گفتگو کی۔ اس کے بعد ناظم دو روزہ نے رفقاء واحباب کے سامنے اہم ہدایات اور دو روزہ کے مقاصد بیان کیے۔ کھانے کے وقفے سے پہلے اللہ دتہ نے کھانے کے آداب بیان کیے۔ رات ساڑھے نو بجے رفقاء سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 77 (آیت البر) کو زبانی یاد کرنے کے لیے مسجد کے ہال میں جمع ہوگئے۔ آخر میں عثمان فاروق نے سونے کے آداب بیان کیے۔

ساڑھے چار بجے محمد رفیق نے رفقاء کو تہجد کے لئے جگایا۔ نمازِ فجر سے قبل آیت البر کی تجوید کی درستگی کی گئی۔ نماز کے بعد راقم الحروف نے سورۃ الفرقان کی آخری آیات کا درس دیا۔ قاضی عبدالرشید

نے وضو اور غسل کے فرائض وسنن بیان کیے۔ ناشتہ سے قبل ایک گھنٹہ آرام کے لیے دیا گیا۔ ناشتہ کے بعد مقامی امیر مشتاق حسین نے بانیٔ تنظیم اسلامی کی کتاب ’عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی‘ کا مطالعہ کرایا۔ اس کے بعد وقفہ ہوا۔

وقفے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے راقم السطور نے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل زندگی کا مذاکرہ کرایا۔ نماز ظہر کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ کیا گیا۔ رفقاء کو تین تین کے گروپوں میں تقسیم کر کے نماز عصر کے بعد دعوتی پروگرام کی کے لیے گشت اور ہینڈ بل کی تقسیم کی غرض سے شہر کے مختلف علاقوں میں بھیج دیا گیا۔

نماز مغرب کے بعد دعوتی پروگرام کے سلسلے میں آئے ہوئے رفقاء واحباب کے سامنے حلقہ لاہور سے تعلق رکھنے والے نوجوان رفیق خالد محمود نے قرآن مجید کو Direct Method سے سمجھنے کی وضاحت کی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک تہائی الفاظ قرآن مجید میں بار بار استعمال ہوتے ہیں اور تقریباً نوفیصد الفاظ وہ ہیں جو اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا قرآن مجید کو سمجھنا نہایت آسان ہے۔ اور خود اللہ عزوجل نے سورۂ قمر میں چار مرتبہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے بہت آسان بنا دیا ہے‘ تو کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اس لیکچر کو 80 کے قریب افراد نے سنا اور انہوں نے اس پروگرام کو سلسلہ وار بنیادوں پر شروع کرنے پر زور دیا۔

بعد نماز عشاء ساجد سہیل نے آیت البر کا درس دیا۔ کھانے کے وقفے سے پہلے رفقاء نے تقریباً 40 منٹ تک آیت البر کو ترجمہ کے ساتھ حفظ کیا۔ کھانے کے وقفہ کے بعد رفقاء نے گروپس کی صورت میں روزمرہ کی مسنون دعائیں یاد کیں۔ سونے سے پہلے خالد محمود نے سونے کے آداب بیان کئے۔

7 جنوری بروز اتوار صبح ساڑھے چار بجے احمد بلال نے تمام رفقاء کو نماز تہجد کے لئے جگایا۔ نماز فجر سے قبل رفقاء کو گروپس میں تقسیم کر دیا گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کو آیت البر ترجمے کے ساتھ سنائی۔ اکثر رفقاء کو آیت یاد تھی۔ نماز فجر کے بعد خالد محمود نے عظمت قرآن کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔ اس کے بعد تقریباً 35 منٹ تک قاضی عبدالرشید نے نماز کے فرائض و واجبات کا مذاکرہ کرایا۔

ناشتہ کے بعد تقریباً دو گھنٹے کے لیکچر میں خالد محمود نے Direct Method کے ذریعے سورۃ الحجرات کی پہلی دو آیات کا ترجمہ کیا اور اہم نکات پر گفتگو کی۔ اس لیکچر کے ساتھ ہی دن ساڑھے گیارہ بجے پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس دو روزہ میں تقریباً 35 رفقاء واحباب نے جزوی وکلی شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس وقت کو اپنی راہ میں قبول فرمائے اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین! (رپورٹ: ندیم مجید)

تنظیم اسلامی وہاڑی کے زیر اہتمام پندرہ روزہ درس قرآن

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تنظیم اسلامی وہاڑی کی دعوتی سرگرمیاں تسلسل سے جاری ہیں۔ دوسرے پروگراموں کے علاوہ مہینے میں دو پندرہ روزہ خطابات کا سلسلہ بھی کامیابی سے چل رہا ہے۔ ان خطابات کے لئے محترم ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی امیر تنظیم اسلامی ملتان اور محترم نثار احمد شفیق ناظم دعوت تنظیم اسلامی ہارون آباد تشریف لاتے ہیں۔

20 جنوری بعد نماز مغرب مرکز تنظیم اسلامی میں ”کلمہ توحید اور اس کے عملی تقاضے“ کے موضوع پر ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 100 کے لگ بھگ تھی۔

کلمہ توحید کے فیوض و برکات کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر 24 کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ شجر مبارکہ ہے جو زمین پر بسنے والی تمام انواع کے لئے فائدہ مند ہے۔ اس کی چھاؤں میں سکون ہی سکون ہے اور اس کے برگ وبار اور پھل یکساں طور پر سب کے لئے فائدہ مند ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ توحید کے دو درجے ہیں یعنی عقیدے کی توحید اور عمل کی توحید۔ عقیدے کی توحید کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات کے حوالے سے ایک ماننا ہے۔ عمل کی توحید کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ جس طرح حیات انسانی کے دو گوشے (انفرادی و اجتماعی) ہیں‘ اسی طرح عملی توحید کے بھی دو درجے ہیں‘ یعنی انفرادی عملی توحید اور اجتماعی عملی توحید۔

انفرادی عملی توحید کے بہت سے تقاضے ہیں۔ مثال کے طور پر اطاعت‘ محبت‘ پرستش‘ توکل‘ دعا وفریاد اور شکر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہونے چاہئیں۔ جو شخص یہ تقاضے پورے کر دے‘ وہ انفرادی زندگی میں موحد قرار پائے گا۔ پھر یہ کہ چونکہ انسان اکیلا نہیں رہتا بلکہ مل جل کر رہتا ہے اور ایک معاشرے کی تشکیل کرتا ہے‘ لہٰذا اس کی اجتماعی زندگی کے گوشوں میں بھی توحید ہونی چاہیے‘ جس کے تقاضے یہ ہیں:

1۔ خالق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو مانا جائے‘ باقی سب اس کی مخلوق ہیں اور مخلوق ہونے کے حوالے سے تمام انسان برابر ہیں۔ عزت ووقار کی کسوٹی صرف تقویٰ ہو۔

2۔ مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تسلیم کیا جائے۔ انسان کی حیثیت امین سے بڑھنے نہ پائے۔ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اس میں تصرف بھی اسی کی مرضی پر منحصر ہونا چاہیے۔

3۔ حاکم صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو مانا جائے۔ انسان کی حیثیت خلیفہ سے بڑھنے نہ پائے۔ حکم دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بندہ اس کے احکام کی بجا آوری کا پابند ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

(رپورٹ: محمد مختار)

تنظیم اسلامی نیوملتان کے زیر اہتمام شب بیداری

الحمدللہ‘ الہدیٰ مسجد نیوملتان میں شب بیداری کا پروگرام باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ اس ماہ یہ پروگرام 20 جنوری بروز ہفتہ منعقد ہوا۔ بعد نماز مغرب محمد سلیم اختر نے سورۃ الھمزہ کا مفصل درس دیا‘ جس میں انہوں نے ایک کم ظرف انسان کے رویہ کو اجاگر کیا اور قرآنی آیات کے حوالہ سے قارون اور ولید بن مغیرہ کا کردار نمایاں کیا‘ اور بتایا کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ مال کی محبت اُسے دولت کا پجاری بنا دیتی ہے۔ دولت سے محبت رکھنے والا شخص دوسروں پر لعن طعن کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا‘ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دنیا سے محبت کرنے والا ہر انسان گھاٹے میں ہے‘ چاہے وہ فرعون جیسا بادشاہ ہو یا قارون جیسا دولت مند ہو۔

اسی طرح سورۃ کے آخر میں جہنم کی وادی کا تذکرہ کیا گیا‘ یہ وہ وادی ہے جس میں متکبر انسانوں کو بند کر دیا جائے گا اور اُس میں ایسی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک پہنچ جائے گی۔ اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے بچائے۔ (آمین)

اس کے بعد مجاہد امین نے درس حدیث دیا۔ جس میں نبی اکرم ﷺ کی بشارت تھی کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی‘ سوائے اس کے جس نے خود ہی جانے سے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے استفسار پر حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خود انکار کیا۔ موصوف نے اطاعتِ رسول کی اہمیت کو قرآنی آیات سے اجاگر کیا نیز دین میں پورے کے پورے داخلے کے حکم قرآنی کی وضاحت کی اور جزوی اور کلی اطاعت کے فرق کو واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

نماز عشاء کے بعد سیرت صحابہ رضی اللہ عنھم کے ضمن میں راقم الحروف نے حضرت ثمامہؓ جنہیں جنگی قیدی کی حیثیت سے مدینہ لایا گیا اور مسجد نبوی ﷺ میں ستون کے ساتھ باندھ کر حضورؐ کے سامنے پیش کیا گیا تھا‘ کا واقعہ بیان کیا۔ بعد ازاں حضرت ثمامہؓ نے مسیلمہ کذاب کی فوج سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

پروگرام کے آخر میں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا درس بذریعہ DVD سنایا گیا‘ جس میں محترم ڈاکٹر صاحب نے سورۃ الفاتحہ کے درس کے حوالہ سے ”اھدنا الصراط المستقیم“ کی تشریح فرمائی اور ہدایت کے درجے بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہدایت کے دو درجے ہیں۔ انفرادی ہدایت جو کہ اللہ نے ہر انسان کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ یہ فطرت سلیمہ کا حصہ ہے۔ دوسری اجتماعی ہدایت ہے جس کی تکمیل وحی الٰہی کے ذریعے ہوتی ہے۔ انسان کو ہر وقت ہدایت کی احتیاج رہتی ہے‘ مثلاً مرد اور عورت کے مابین حقوق و فرائض کا

توازن، فرد اور ریاست کے درمیان تعلق اور سرمایہ اور مزدور کے درمیان توازن وغیرہ۔ ان معاملات میں انسانیت نے ہمیشہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اللہ نے انسان کو ہیں مکمل ضابطہ حیات اور نظام زندگی عطا فرمایا ہے اور حضورﷺ کے ذریعے کامل ہدایت الھدیٰ کی صورت میں اتاری۔ آخر میں آپ نے منعم علیہ کے راستہ کی وضاحت فرمائی اور صدیقین، شہداء اور صالحین کے مقام ومرتبہ کو تفصیل سے بیان فرمایا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 65 تھی۔ (مرتب: شوکت حسین)

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام 27 جنوری 2007ء کو شب بیداری کا انعقاد ہوا۔

پروگرام کا آغاز 27 جنوری کو المیزان پبلک سکول اپر ملک پورہ میں بعد نماز عصر امیر تنظیم اسلامی ایبٹ آباد ذوالفقار علی کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ جس کے بعد ناظم تربیت عبدالرحمان نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے نظم کی اہمیت کو واضح کیا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے پر زور دیا۔ بعدازاں تعارفی نشست ہوئی۔ اس کے بعد عاصم رحمان نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق بیان کیے۔

بعد نماز مغرب ذوالفقار علی نے سورۃ القیامہ کا درس دیا۔ انہوں نے فکر آخرت کو بڑی عمدگی سے رفقاء واحباب پر واضح کیا۔ اس پروگرام میں 13 رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ درس کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ محمد ہارون صاحب نے سونے، بیدار ہونے اور حادثات سے بچنے کی مسنون دعائیں یاد کروائیں۔ کھانے کے بعد نذیر احمد نے جو تبادلہ کی وجہ سے ایبٹ آباد تنظیم سے رخصت ہو رہے تھے، اپنے تاثرات بیان کیے۔ عبدالرحمان نے جو مرکز کے زیر انتظام 7 روزہ پروگرام میں شریک ہوئے تھے، پروگرام کے حوالے سے اپنے تاثرات بیان کیے۔

بعد نماز فجر راقم نے درس حدیث دیا، جس کے بعد ناظم تربیت عبدالرحمان کی نگرانی میں اجتماعی تجوید کا پروگرام ہوا، جس میں سورہ لقمان کے دوسرے رکوع کی تلاوت اور ترجمہ کیا گیا۔ راقم الحروف نے دین و مذہب کا فرق بیان کیا۔ اس موضوع پر مذاکرہ بھی ہوا۔ بعد ازاں محمد سلطان نے داعی کے لیے تہجد کی اہمیت کے موضوع پر سورۃ الفتح کی آخری آیات کے حوالے سے مدلل اور پرمغز خطاب کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ داعی کے لیے تہجد بہت اہم ہے کیونکہ یہ اس کا اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرتا ہے، جو اس کی بخشش اور دعوت کے لیے بہت اہم ہے۔ اس کے بعد طاہر محمود نے نماز کی اہمیت، اس کے آداب، فرائض اور واجبات کو بڑی خوبصورتی اور جامعیت سے بیان کیا۔ آخر میں مقامی عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں اہم امور نمٹائے گئے۔ قبل از ظہر دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ رفقاء واحباب کا اوقات اور مال کا انفاق اپنے دربار میں قبول ومنظور فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ (مرتب: اسد قیوم)

ملتزم اور مبتدی رفقاء کے لیے تربیت گاہ

بمقام: مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور

11 فروری بروز اتوار نماز عصر تا 17 فروری 2007ء بروز ہفتہ نماز ظہر منعقد ہو رہی ہے (ان شاء اللہ)

زیادہ سے زیادہ ملتزم ومبتدی رفقاء شمولیت اختیار کریں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: 0321-7061586 042-6316638-6366638

اضطراب

انجینئر عبدالرزاق اویسی

اِن دنوں میں ہیں مسلماں مبتلائے اضطراب
کہ ہوئے مغرب کے شیدا جو سراپا ہے سراب
غیر کا اپنائیں شیوہ، اپنا بھولے ہیں نصاب
ہے کہولت ہم پہ طاری اور بیتا ہے شباب
اپنی بداعمالیوں سے ہم کریں صرفِ نظر
کر رہا ہے ہر کوئی اب دوسروں کا احتساب
خود نمائی آ گئی، جاتی رہی ہم سے خودی
ہیں نظر آتے جو کرگس، تھے حقیقت میں عقاب
اب لیا عشقِ نبیؐ ہم نے نئے سانچے میں ڈھال
لے کے اُجرت گائیں نعتیں اور اِسے جانیں ثواب
ترک کر کے سنتِ نبویؐ ہوئے بے آبرو
ہم برائے نام مسلم آ گئے زیرِ عتاب
نہ ہی صدقِ بوبکرؓ ہے اور نہ عدلِ عمرؓ
نہ حیا عثمانؓ کی سی، نہ صفائے بُوترابؓ
تھیں جو ایجادیں ہماری دیکھ لو کافر کی چال
کر لیا ہے اِن سبھی کو اپنے ہی نام انتساب
اِضطراب و زردرُوئی میں ہے مسلم مبتلا
جو نظر آتی ہے رونق یہ ہے غازہ و خضاب
اب ہمارے قرض خواہ ہیں جن کے ذمے تھا خراج
ہو گئے ہم خوار ورُسوا اور وہ عزت مآب
عظمتِ رفتہ گئی اور مسکنت غالب ہوئی
اب تو بس کر دے اویسی اور نہ ہو بے نقاب

امریکا کی نئی افغان حکمت عملی

امریکی وزیر خارجہ' کنڈولیزا رائس نے افغانستان میں اپنی نئی حکمت عملی کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے مطابق خانہ جنگی سے بدحال اس ملک کو دی جانے والی امداد بڑھا کر 10.6 ارب ڈالر کر دی گئی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں سے صرف 2 ارب ڈالر تعمیر نو کے لیے رکھے گئے ہیں' باقی رقم امریکی' نیٹو اور افغان فوج پر خرچ ہو گی۔ یہ بات طرفہ تماشا نہیں تو اور کیا ہے؟ امریکی افغانستان کی حالت سنوارنے آئے تھے مگر وہ جنگی جنون میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ شاید طالبان کے حملوں نے ان کی عقل ٹھکانے پر نہیں رہنے دی۔

امریکی افغان فوجی کی تعداد 70 ہزار جبکہ پولیس کی 82 ہزار تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے تاکہ ان کے پٹھو حامد کرزئی کا اثر و رسوخ بڑھ سکے۔ موصوف کا دائرہ کار صرف کابل تک محدود ہے' دیگر علاقوں میں عملاً جنگی یا قبائلی سرداروں کی حکومت ہے۔ اگر 37 ممالک سے تعلق والے تینیس ہزار فوجی واپس بلا لیے جائیں' تو شاید کرزئی کابل کے میئر بھی نہیں رہیں گے۔ ان کی یہ اوقات ہے' تاہم وہ اپنی ناکامیوں کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دے کر دل کی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں۔

فلسطین' اسرائیل ساتھ ساتھ

پچھلے چند ماہ سے یہ نظریہ ابھر کر سامنے آیا ہے کہ دو ریاستیں' فلسطین اور اسرائیل بنا کر تقریباً ایک صدی پرانا مسئلہ حل کر دیا جائے جس نے خصوصاً مشرق وسطیٰ کا امن تباہ کر رکھا ہے۔ اس نظریہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عراق میں صورت حال امریکیوں کے قابو میں نہیں آ رہی اور اُدھر علاقے میں ان کے خلاف نیا طاقت ور گروہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس گروہ کا قائد ایران ہے جبکہ اُسے شام' حزب اللہ اور حماس کی حمایت حاصل ہے۔

پچھلے سال جب حزب اللہ نے اسرائیل کو شکست کا مزہ چکھایا' تب سے امریکا کوشش کر رہا ہے کہ اس گروہ کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے ''معتدل'' اسلامی ممالک مثلاً مصر' اردن اور سعودی عرب کو ساتھ ملایا جائے۔ ان ممالک کے حکمرانوں کا کہنا ہے کہ مسئلہ فلسطین کے باعث مقامی آبادی امریکا سے بہت نفرت کرتی ہے۔ اگر فلسطینی ریاست وجود میں آ جائے' تو ان کے لیے امریکا کی حمایت کرنا آسان ہو جائے گا ورنہ بہت مشکل ہے۔

اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے اب کئی امریکی دانشور اور ماہرین صدر بش پر زور دے رہے ہیں کہ وہ مسئلہ فلسطین کا حل کرنے کے لیے ذاتی دلچسپی لیں۔ صدر بننے کے بعد بش نے اس مسئلے کی گہرائی میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ تاہم جون 2002ء میں جب دوسری انتفاضہ کی تحریک زور و شور سے جاری تھی' انہوں نے اعلان کیا کہ اسرائیل کے ساتھ ساتھ فلسطینی ریاست کا قیام بھی ممکن ہے۔ اس سلسلے میں 2003ء میں ''روڈ میپ'' بھی بنایا گیا۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ''روڈ میپ'' منصوبہ بہت پیچیدہ ہے' اس پر عمل ہوا تو فلسطینی ریاست کے قیام میں کئی سال لگ جائیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اُسے جلد از جلد قائم کیا جائے تاکہ مشرق وسطیٰ میں تیزی سے گھٹتا امریکا کا اثر و رسوخ ٹھہر سکے۔ فلسطینی جماعت حماس اسرائیل کو بحیثیت مملکت تسلیم نہیں کرنا چاہتی۔ اس لحاظ سے حماس کا نقطۂ نظر عرب لیگ سے مختلف ہے۔ عرب لیگ کا کہنا ہے کہ اگر اسرائیل مطلوبہ علاقوں میں فلسطینی ریاست کا قیام ممکن بنا دے' تو اُسے تسلیم کر لیا جائے گا۔

آثار بتاتے ہیں کہ اسرائیلی حکومت عرب لیگ کے منصوبے کی حامی ہو گئی ہے۔ اس نے حال ہی میں فلسطین اتھارٹی کے صدر محمود عباس کو 100 ملین ڈالر کی قسط جاری کر دی ہے جو حماس کی حکومت آنے کے بعد اسرائیلی حکومت نے روک لی تھی۔ یاد رہے کہ محمود عباس کی تنظیم اور فلسطین کی دوسری بڑی جماعت' الفتح اسرائیل کو تسلیم کرنے پر تیار ہے۔

عراق میں قبضہ احمقانہ تھا: عراقی نائب صدر

عراقی نائب صدر عبدالمہدی نے ورلڈ اکنامک فورم کے دوران تقریر کرتے ہوئے کہا کہ صدام حسین کی اقتدار سے بے دخلی کے بعد عراق پر قبضہ کرنے کا امریکی فیصلہ احمقانہ تھا۔ تاہم وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ابھی امریکی فوج کی واپسی عراق کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امن و امان کے قیام کے سلسلے میں بغداد میں کامیاب ہونا بہت اہم ہے۔ عبدالمہدی نے اس دعویٰ کو مسترد کر دیا کہ عراق میں خانہ جنگی جاری ہے۔

اُدھر امریکی سینٹ کی بااثر فارن ریلیشن کمیٹی نے صدر بش کا وہ منصوبہ 9 کے مقابلے میں 12 ووٹوں سے مسترد کر دیا ہے جس کے ذریعے وہ عراق میں مزید 21,500 فوجی بھجوانا چاہتے ہیں۔ کمیٹی کا کہنا ہے کہ یہ منصوبہ قومی مفاد میں نہیں۔ اس فیصلے سے فوجیوں کی روانگی رک تو نہیں سکتی مگر طوالت ضرور اختیار کر سکتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اب کانگریس میں ڈیموکریٹک امیدواروں کی اکثریت ہے جو عراق سے امریکی فوج کی واپسی چاہتے ہیں۔

ایران پر حملہ

آج کل یہ خبریں سننے میں آ رہی ہیں کہ امریکا اپنے اتحادیوں کے ساتھ ایران کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے والا ہے۔ تاہم ایرانی وزارت داخلہ کے اعلیٰ افسر علی لاریجانی سمجھتے ہیں کہ ایسے حملے کا امکان بہت کم ہے۔ ان کا کہنا ہے ''دراصل یہ نفسیاتی جنگ کا حصہ ہے۔ امریکی ہم پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈال کر اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔'' ایرانیوں کا کہنا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کے حملے کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

برطانوی فوج واپس بلائی جائے

برطانیہ میں حزب اختلاف نے مطالبہ کیا ہے کہ عراق سے اکتوبر' نومبر 2007ء سے مرحلہ وار برطانوی فوج واپس بلائی جائے کیونکہ اب وہاں اس کی موجودگی ضروری نہیں۔ یاد رہے کہ برطانوی فوج نے بصرہ صوبے کا انتظام سنبھالا ہوا ہے اور وہ اُسے عراقی انتظامیہ کو دینے کی تیاری کر رہی ہے۔ فی الوقت عراقی حکمت عملی کے سلسلے میں برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو خفت کا سامان ہے' یہی وجہ ہے کہ انہوں نے پارلیمان میں عراق مسئلے پر ہونے والی ایک بحث میں شرکت نہیں کی۔

مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی سازش بے نقاب

فلسطینی محکمہ اوقاف کی رپورٹ کے مطابق قابض صیہونی حکام اور یہودی آباد کار مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کے لئے مختلف حیلوں بہانوں سے طرح طرح سے سازشیں کرتے رہے ہیں۔ حال ہی میں یہودیوں نے سرنگوں کے ذریعے مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے ایک نئے منصوبے پر کام شروع کیا ہے۔ قابض یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کے لئے مسجد کے نواح میں ایک دکان 60 ہزار ڈالر میں خرید کر اس کے اندر سے کھدائی کر کے مسجد اقصیٰ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہودیوں کی کھودی گئی غار کی تصویریں بھی جاری کی گئی ہیں جن سے ان کی اس منظم سازش کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ منصوبہ یہودیوں کی جانب سے کھدائی کی آوازوں کی وجہ سے بے نقاب ہوا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے خلاف سازشی منصوبے پر فلسطینی حکام نے گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مقبوضہ فلسطین تحریک اسلامی نے اسے مسجد اقصیٰ اور مسلمانوں کے مقدس مقامات پر براہ راست حملہ قرار دیا۔

سعودی عرب کو خطرناک پیشکش

شمالی بحر اوقیانوس کی تنظیم (نیٹو) نے سعودی عرب کو نیٹو میں شامل ہونے کی پیشکش کی ہے۔ خلیجی ممالک کے نمائندوں کے ساتھ ایک میٹنگ میں نیٹو کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل اندرو منیٹو ریفرو نے کہا کہ نیٹو سعودی عرب کی شرکت کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم مختلف قسم کے مشترکہ چیلنجوں سے نمٹ رہے ہیں۔ ان میں جوہری پھیلاؤ' انتہا پسندی کا خاتمہ اور ناکام ریاستوں کے عدم استحکام کے اثرات سے نمٹنا شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سعودی عرب کے مفاد میں ہوگا کہ وہ اس پیشکش سے فائدہ اٹھائے۔ نیٹو نے سعودی عرب کو یہ پیشکش ایران کے جوہری پروگرام سے نمٹنے کے لئے کی ہے۔ چنانچہ یہ واضح ہے کہ یہ پیشکش انتہائی خطرناک ہے' یہ نہ تو سعودی عرب کے مفاد میں ہے' نہ عالم اسلام کے۔

ایک لائق تحسین فیصلہ!

پتنگ بازی کی اجازت کے لیے پنجاب حکومت کی درخواست مسترد کرنے پر سپریم کورٹ کے قابل تحسین فیصلے اور ریمارکس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہم پنجاب حکومت سے بھی التماس کرتے ہیں کہ وہ روشن خیالی کے فروغ کے جنون میں معصوم لوگوں کی جانوں سے نہ کھیلے' بلکہ اپنے اصل فرائض یعنی مہنگائی' بیروزگاری اور امن وامان کی صورت حال کو بہتر کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ ملک وقوم کی حقیقی ترقی واستحکام کی خاطر اس ملک میں اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرنے اور یہاں حقیقی اسلامی اقدار کو رائج کرنے کی طرف توجہ دے۔

از طرف: **تنظیم اسلامی**

67۔علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو۔فون: 6316638

25 جنوری 2007ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں شائع ہونے والا اشتہار

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

عالمی حالات خبر دے رہے ہیں کہ حق وباطل کا آخری معرکہ قریب آ گیا ہے۔ اس ضمن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی محبت اور وفاداری کا دم بھرنے والوں کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ان کی ذمہ داری کیا ہے! چنانچہ ان شاء اللہ

اتوار 4 / فروری کو ساڑھے دس بجے صبح ایوان اقبال' ایجرٹن روڈ' لاہور میں

ڈاکٹر اسرار احمد

بعثت محمدی ﷺ کے مقصد کی تکمیل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

کے موضوع پر خطاب کریں گے۔ شرکت کی دعوت عام ہے۔ پابندیٔ وقت ملحوظ رہے!

زیر اہتمام: **تحریک خلافت پاکستان' اور تنظیم اسلامی**

مرکزی شعبہ نشرواشاعت کی طرف سے
تنظیم اسلامی کا تیار کردہ سال نو کا

Calender 2007

......دستیاب ہے......

قرآنی آیات سے مزین 6 صفحات پر مشتمل شمسی وقمری کیلنڈر کی خطاطی جناب خورشید گوہر قلم (پرائیڈ آف پرفارمنس) سے کروائی گئی ہے۔

☆ 4 رنگوں میں دیدہ زیب طباعت ☆ خوبصورت ڈیزائننگ
☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز "18"X23

خصوصی رعایتی قیمت: 40 روپے

رفقاء یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں اور دعوتی نقطۂ نظر سے خرید کر احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں

رفقاء تنظیم اسلامی کیلنڈر حاصل کرنے کے لئے اپنے حلقہ کے دفاتر سے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی

36/K ماڈل ٹاؤن لاہور۔فون 3-5869501 فیکس 5834000
E.mail:markaz@tanzeem.org, Website.www.tanzeem.org

فرمان نبویؐ

راہ حق کی آزمائش

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کعبہ کے سایہ میں اپنی دھاریدار چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے آپؐ کی خدمت میں (حاضر ہو کر مشرکین مکہ کی سختیوں کی) شکایت کی اور عرض کیا: حضور! کیا (اب بھی) آپؐ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے مدد نہیں مانگتے؟ آپؐ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا نہیں کرتے؟ (کہ وہ ہمیں غلبہ عطا فرمائے) آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے داعیانِ حق کا یہ حال تھا کہ (دعوت الی اللہ کے پاداش میں) ایک آدمی کو پکڑ لیا جاتا' زمین میں اس کے لیے گڑھا کھود کر اس کو اس گڑھے میں کھڑا کیا جاتا۔ پھر اس کے سر پر آرا رکھ کر چیرا جاتا اور وہ دو ٹکڑے ہو جاتا اور کسی کے جسم پر لوہے کی کنگھیاں چلا کر گوشت کو ہڈی سے الگ کر لیا جاتا۔ یہ سزا اسے اس کے دین سے نہ روک سکی۔ اللہ کی قسم! یہ کام پورا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک چلا جائے گا۔ وہ نہ ڈرے گا مگر اللہ سے اور اُسے بھیڑیے سے ڈر ہوگا کہ وہ اُس کی بکری کو اٹھا کر نہ لے جائے' لیکن تم عجلت چاہتے ہو۔"

(بخاری' کتاب الاکراہ)

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No.04

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Dr. Israr Ahmad

Pure Islamic System

The struggle to establish the domination of Islam is one of our basic, though unfortunately forgotten, duties. The System of Social Justice of Islam was established by Prophet Muhammad (saw) along with his companions, after a relentless and unyielding revolutionary struggle of twenty years and many sacrifices of men and material. In the same way, system of Islam shall be established in the world once again, by the true believers of Islam, according to the sayings of the Prophet (saw).

In this regard confusion was created that need to be addressed here. It was that why Islam lasted only for a period of thirty years when it was given by the God and was in harmony with human nature? An answer to this objection could be that Islam was in place in its ideal form at least for thirty years, whereas none of other systems and ideologies developed by men, were ever practiced in its ideal and original form. An ideal democratic system for example is still in the process of idealization and may never reach its final stage. Similarly, the "classless and stateless" Communism of Marx and Engels had already vanished without much appreciation. The system of Islam was there for at least thirty years in its complete and ideal form. It was in fact an out of proportion jump that took place only for sake of a demonstration, otherwise the human race was not ripe at that time to sustain the system in its highest form as given by God. However, as said the system of Islam shall be established on earth once again before the end time in the same way as it was established at the hands of the Prophet (saw).

Similarly, it is also wrong to assume that after the Khilafat-e-Rashidah, Islamic System came to an end all of a sudden. Though the process of decline did start after Khilafat-e-Rashidah but the system did not collapse at once as a whole. Rather, it was the political system where the highest democratic standards of mutual consultation (Shura) were compromised first and it gradually came under the influence of tribal clans (Asabiyyah). As far as monarchy or kingship is concerned, it took at least 90 years to become fully operative. The Umayyad period was a transitional phase. It was in-fact the Abbassid period that displayed all the corruption and exploitation that belonged to the kingship. Gradually and steadily, Islam was demoted from the position of Deen al-Haq to a mere "religion", that deals with minor details of worship and rituals and not in the affairs of the government or of politics. Soon it was accepted by all concerned, almost as if it were an axiomatic certainty that the state can function only on the basis of tribal loyalty and allegiance to the clans and that the only feasible and practicable principle in this domain is that of "might is right." As a logical and necessary outcome of this degenerative change in the politico-socio-economic setup, the very concept of Islam as a complete code of life also began to disappear from the collective consciousness of the Muslims.

The concept of religion of Islam that dominated the Muslim minds during kingships was that an armed rebellion is strictly forbidden in Islam no matter how wicked, cruel, and corrupt the ruler may be. According to this concept, armed rebellion is allowed only when the ruler commands a flagrant violation of the Shari'ah or orders to commit kufr. The most balanced opinion in this regard was that of Imam Abu Hanifa (RA) according to which, an armed rebellion against an un-Islamic system was permissible with the only condition that a success is almost certain and it is not an exercise in futility. Yet, no such movement could ever take place as it was crushed by the rulers of that time in the very beginning on the plea that it was un-Islamic.

Thus the system of Islam continued to be the system of tyranny, totalitarianism, and oppression and those in authority were afforded with all sorts of luxuries and extravagance at the public's expense. At the same time, religion was turned into a "profession". The ulama or scholars of Islam were "free" to function in the Civil Service of the monarchy as sermonizers in the mosques or as jurists and judges and had all the privileges granted by the rulers. Those more talented of them could try their intellectual prowess in the various burgeoning Islamic sciences, like Qur'anic exegesis, Hadith, jurisprudence, scholasticism, and theology. If capable, they could adopt the mystic path of purification of the soul and establish monasteries to help others purify their souls as well. But as far as the affairs of government and politics were concerned, the idea was implanted among the people that these "profane" things belonged to the "worldly" folks, and that to try and change the whole system by means of any armed struggle is almost as prohibited as outright apostasy.

It was Allama Mohammad Iqbal (1877-1938) who gave the radical idea of Islam and a forceful call for an Islamic revolution. The most significant achievement of Allama Iqbal was that he rejected the idea of an inherent distinction or dichotomy between the "religious" and the "secular" fields of human existence, and proved that they are, in fact, inseparable components of an organic whole. He achieved this goal by reclaiming the scientific method of inquiry as a manifestation of the Qur'anic spirit, and by showing that all the higher values of Social Justice that are believed to have been "born" in the West were actually borrowed from the teachings of Prophet Muhammad (SAAWS). As such, Iqbal thought that the republican form of government is perfectly harmonious with the spirit of Islam and that Marxism can be Islamized by adding to it the concept of God.

(Courtesy: The Statesman and Dawn)